بیاد

امام العصر خاتم المحدثین فی الہند حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

وَاَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ

ماہنامہ الاحسن کراچی

ترجمانِ اسلاف اور علوم صحیحہ کے تحفظ کا امین

جمادی الاولیٰ، جمادی الاخریٰ ۱۴۳۲ھ
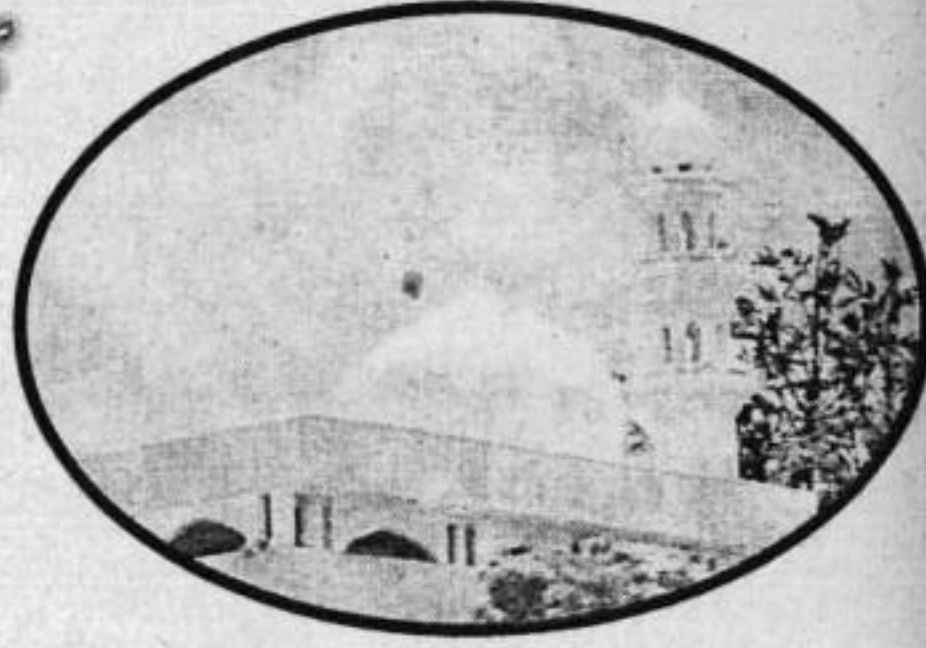
مدیر اعلیٰ

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی محمد زر ولی خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

نائب مدیر

محمد ہمایوں مغل

مجلس مشاورت	ترتیب و پروف ریڈنگ
٭ مولانا عبدالشکور	٭ مولانا سہیل احمد
٭ پروفیسر مزمل حسن	٭ مولانا مفتی صفی اللہ
٭ مولانا منصور الرحمٰن	٭ مفتی افضل محمد صدیقی
٭ جناب عمر فاروق	

قیمت ۴۰ روپے سالانہ ۳۰۰ روپے

رابطہ: دار التصنیف و دفتر ماہنامہ الاحسن

الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم
گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی پاکستان فون نمبر
Ph: 021-34810566 Fax: 021-34968932
humayunmughal@hotmail.com

احسن الترتیب

معارف ومحاسن

مدیراعلیٰ کے قلم سے

احمدک حمدالحامدین واشکرک شکرا لشاکرین اللھم صل وسلم علیٰ سیدنا ومولانا محمد نبی الرحمة ورسول رب العالمین وعلیٰ آله واصحابه اجمعین اما بعد!

بلبل ہمہ تن خوں شد گل شد ہمہ تن چاک
اے ہائے بہارے اگر ایں ہست بہارے

مشہور مقولہ "حب الوطن من الایمان" کے پیش نظر اپنے ملک سے محبت کرنا اور اس کے مصالح کے لئے فکرمند ہونا انسانیت اور مذہب کا تقاضہ ہے، جب کہ انسانیت کے رنگ میں غیر انسان اور اسلام دشمن عناصر ملک اور مذہب کے بدترین بدخواہ ہوتے ہیں، "یُخرِبُوْنَ بُیُوْتَھُمْ بِاَیْدِیْھِمْ" (سورۂ حشر آیت ۲ کا حصہ) مگر افسوس کہ کفار تو اپنے شر اور افتتان پر قائم ہیں جب کہ اسلام کے متوالے اس غرض اور مقصدِ اعظم سے دور ہوتے جارہے ہیں۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

ملک کے اہم ارکانِ سلطنت کس مثالی غفلت یا دریدہ ذہنی سے خود ملک کو عالمی دشمنوں کے ہاتھوں

مصائب سے دوچار کررہے ہیں،

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اپنے ملک اور مذہب کے مفاد میں کسی عالمی یا سپر صلاحیت سے روادرانہ مراسم نبھانا داخلی اور خارجی پالیسی کا تقاضہ ہوسکتا ہے، لیکن اپنے ذاتی مفاد اور روایتی خودغرضی کے لئے ملک کو اور اس کے وکیلوں کو بلکہ بالفاظ صحیح ملک کے اساس اور روح کو کسی قتال اور سفّاک کے یہاں گروی رکھنا شرف انسانیت اور پاسداران تمدن کی بلندیوں کے یکسر منافی ہے۔ ملک کے اندر اور باہر ملکی مفاد کی خونریزی عدل وانصاف کی زبوں حالی مختلف بےعملی اور بدامنیوں کے سر بازار مفاہمتی عنوانات سے اور بچے کھچے نہتے عوام کے منہ سے قوام حیات کا نوالہ روکنے کے لئے اشیاء ضرورت کی جعلی اور خودساختہ مہنگائی خود پاکستان کی سیاست کا سیاہ باب ہے اور پھر حکومتوں کے پسندیدہ افراد کا آگے لانا اور سیاسی زعم اور گھمنڈ کے کشتی گروں کے تغیر خیال اور تبدیلی مشرب بھی ان سب تباہ کاریوں سے بڑھ کر مستفاد دیتا ہی ہے،

تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا

کہ غلامی میں بدل جاتے ہیں قوموں کے ضمیر

ایک ایسے روح سوز اور تکلیف دہ ماحول میں ملک کی خیرخواہی اور مذہبی اہداف کے تحفظ کارگراں اور لمحۂ شدائد معلوم ہورہا ہے، جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہی کارفرمائی ہوسکتا ہے۔

ملک میں ارباب حل وعقد کی چابکدستی اور باوفا سیاسی زعماء نہ تو اپنے ملک پر اوران کے نہتے اور بےقصور عوام پر ظالمانہ حملے رکوا سکے اور نہ ان کے راستے میں اپنے ملک کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے کوئی بند باندھ سکے بلکہ سب کے سب سپر پاور کے خوف کے پیش نظر ان سے مفادات کے حصول کے لئے ان اوقات کو سودمند سمجھتے ہیں۔

ایک حکایت ہے کہ

چوہوں نے باہم مشاورت کی کہ بلی آئے دن آکر ہمارا خون کرتی ہے اس سے چھٹکارا حاصل

کرنے کا کوئی طریقہ سوچنا چاہئے، چنانچہ اس کے لئے بڑا اجلاس اور خاطرخواہ سوچ بچار کیا گیا اور اس کے نتیجے میں عقل اور ہوش کے مسند پر براجمان ارکان نے یہ تجویز دی کہ بلی کے گلے میں ایک گھنگرو (گھنٹی) ڈالی جائے اور وہ جب ہم میں سے کسی کے پیچھے دوڑے گی تو ٹن ٹن کی آواز ہوگی اور اس سے ہمیں بچنے میں آسانی ہوگی اس تجویز کو بہت سراہا گیا اور اس کو بڑی داد تحسین دی گئی مگر یہ پوچھنا باقی تھا کہ وہ محترم ومکرم اور چنگیز زمانہ اور ہلاکو وقت کون ہوگا جو بلی کے گلے میں گھنگرو یعنی گھنٹی ڈالے گا؟ یہ سنتے ہی پارلیمنٹ کے تمام ارکان نے اپنے اپنے منہ تکتے ہوئے اپنی اپنی راہ لی،

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

چنانچہ عزت مآب درگاہ عالیہ کے چشم وچراغ وزیراعظم نے ''اخبار جنگ'' میں امریکہ کو دھمکاتے ہوئے اس کی طاقت کا بھی خیال رکھنے کی تاکید فرمائی۔

تف ہو اے چرخ گردوں تف ہو

صدر مملکت اپنی جگہ مطمئن اور شاداں ہے کہ ہم آئے دن سازشیں ناکام کرتے رہتے ہیں

نہ اپنے غم کا غم ہے نہ درد کا دکھ مجھ کو

دلشاد ہے جو تجھ کو شاداں دیکھا

بہرحال ایسے نازک حالات میں جہاں حکمرانوں کے صوابدیدی اقدامات متزلزل نظر آتے ہوں سیاسی زعماء کا شعور اور تفوق بصیرت روبہ خزاں ہو سوائے مدد الٰہی اور حفاظت خداوندی کے کوئی اور تدبیر بظاہر کارگر نہیں ہاں تقدیر جل وعلیٰ سب پر حاوی اور غالب ہے،

ان المقادیر اذا سعدت   الحقت العاجز بالقادر

خدا جب مہربان ہو   بندہ نہیں جو پشیمان ہو

وصل اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ
۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ بمطابق ۱۰ فروری ۲۰۱۲ء

احسن الخطبات

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤ من به ونتوكل عليه ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادی له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له ونشهد ان سيدنا ونبينا محمداً عبده ورسوله ارسله الله تعالیٰ الی کافة الخلق بين يدی الساعة بشيراً ونذيراً وداعيا الی الله باذنه وسراجاً منيرا اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۞ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ط وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۞ اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ط وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ط وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ط اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۞ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۞ (سورۂ حج آیت ۳۸ تا ۴۱)

امانت ایمان کا ایک اہم رکن

جو آیات سورۂ حج کی میں نے پڑھی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دفاع تو مسلمانوں کا میں کرتا ہوں۔ میں نے جو اعلان کیا ہے کہ کافر کو معاف نہیں کروں گا اور کبھی ان کو بخشوں گا نہیں یہ کفار سے

مسلمانوں کا بہت بڑا دفاع ہے۔ ''اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ط'' اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا دفاع فرماتے ہیں'' اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ '' اللہ تعالیٰ کسی خیانت گر یا کسی کفر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا ۔خیانت سبب کفر ہے یا کفر سبب خیانت ہے، یہ بحث علماء کرام میں بہت مشہور ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ'' لا ایمان لمن لا امانة له '' جس شخص میں دیانتداری نہیں ہے اس میں ایمان نہیں ہے۔ گویا امانت میں خیانت کرنے والا بے ایمان ہے''اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ''(نساء آیت ۵۸)اللہ تمہیں تاکید کرتا ہے کہ امانتوں کا بہت خیال رکھو۔ امانت صرف اس کو نہیں کہتے ہیں کہ آپ نے کسی کے پاس ۵۰۰ روپے رکھے اور آپ نے واپس کئے اور آپ کے پاس ۵۰۰۰ رکھے تو واپس کئے، اگر آپ کے پاس ۵ کروڑ بھی آئیں تو امانت ہے آپ اسے تبدیل بھی نہیں کر سکتے انہیں استعمال تو درکنار۔ بعض کم عقل کہتے ہیں کہ امانت ہے لیکن آپ کو ضرورت ہے تو استعمال کر لیں یہ بیہودہ انسان ہے ایسی بات کرنے والا انتہائی کم عقل اور کج فہم ہے۔ میں اس کی ایک مثال دیتا ہوں جس طرح کوئی کہے کہ یہ ہے تو آپ کی محرمہ ہے لیکن ضرورت ہو تو آپ اسے استعمال کر لیں (توبہ توبہ)۔ امانت اور استعمال؟ امانت جس رومال میں لپیٹ کر دی ہو اور وہ رومال خراب ہو تو وہ بھی نہیں بدل سکتے، اسی میں امانت رہے گی اور جس کو کہتے ہیں کہ آپ استعمال کر سکتے ہیں وہ عاریت ہے اسے امانت نام نہ دیں کہیں کہ یہ آپ کے پاس پیسہ رکھا ہوا ہے عاریت مستعار یا قرض۔ امانت کے متعلق تو مشہور ہے کہ اگر زمین کے پاس بھی کوئی چیز امانت رکھوائی جائے تو وہ بھی خیانت نہیں کرتی۔ تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی بغدادی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ہمارے یہاں بغداد میں ایک رواج ہے کہ سفر میں یا دور دراز علاقوں میں جب کوئی مرجاتا ہے تو اسے نہلا دھلا کر رکھ دیتے ہیں جنازہ نہیں پڑھتے اور زمین میں قبر کی طرح ایک کھڈا کھود لیتے ہیں اور پھر سب مل کر دعا کرتے ہیں اور زمین کو کہتے ہیں کہ یہ ہم اپنے وطن لے جائیں گے چھ مہینے بعد یا سال دو سال بعد اس وقت تک یہ ہماری امانت ہے اور اوپر سے پتھر وغیرہ رکھ کر بند کر دیتے ہیں تفسیر روح المعانی میں صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ پھر سال یا دو سال بعد آتے ہیں اور اس کو دیکھتے'' وجدوه كما وضعوه'' جس طرح رکھا تھا اسی

طرح تر و تازہ ہے۔(روح المعانی پارہ ۲۲ ص ۳۷۴، سورۂ احزاب آیت ۷۳)

مسلمانوں کے زوال کی بڑی وجہ امانت میں خیانت

کہتے ہیں پہلا دھچکا جو مسلمانوں کو اور اسلام کو لگا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں امانت داری نہیں رہی اور یہ مال کے مسئلے میں بہت زیادہ کمزور ہو گئے، کبھی کبھی تو ایسا معاملہ کر لیتے ہیں کہ بالکل پتہ ہی نہیں چلتا ہے کہ مومن بھی ہے یا نہیں، جب بھی کوئی مالی معاملہ اس کے پاس آجاتا ہے تو بالکل کافر دیکھائی دیتا ہے حالانکہ اس کی پشت پر کتنا بڑا اسلام ہے، اس کے سر پر کتنا بڑا قرآن ہے، اس کے آگے کتنا بڑا پیغمبر پیشوا ہے، ہر طرف اور ہر طرح دیکھنے والا قدرتوں میں لپیٹنے والا حفاظت کرنے والا اللہ جل جلالہ عم نوالہ عزشانہ عزم برہانہ اس کا رب ہے۔ کیا ہم اس دن کے لئے مسلمان ہیں کہ ہمیں جب مال اور چیزیں نظر آئیں تو ہمارا ایمان ہی ختم ہو جائے۔ کیسی عجیب بات ہے کہ مخلوقات میں سب سے زیادہ حریص کتا ہے نہایت ہی کھانے پینے کا شوقین اور حریص مخلوق ہے لیکن اس کو تعلیم دیتے ہیں، سکھاتے ہیں کہ یہ خرگوش، یہ پرندہ اور یہ جانور آپ ایسا پکڑیں گے اور میرے پاس لائیں گے، تمہیں نہیں کھانا ہے ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ وہ اس علم اور تربیت کو قبول کر لیتا ہے اور پھر وہ اپنے مالک کے لئے لاتا ہے اور اس کو ڈھونڈتا ہے کہ کہاں گیا جس کے لئے میں خرگوش پکڑا ہے کیا اس کو پتہ نہیں ہے کہ یہ خرگوش گوشت کا ہے اور بڑا نرم بہترین مزیدار گوشت ہے اس کو سب پتہ ہے لیکن اس کی تربیت اور علم نے اسے مجبور کیا ہے کہ وہ خیانت نہ کرے یہ میرے مالک اور آقا نے مجھے سمجھایا ہے تو غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ کتے کو سکھانے والا اور سمجھانے والا یہ زیادہ بڑا مالک ہے یا اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر بڑا مالک ہے کہ اس کے سامنے بندے خیانت کرتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے اندر خیانت کی صفت کفار کی بتائی کہ یہ مومن نہیں ہو سکتا ہے یہ تو کافر لوگ کرتے ہیں مومن کیوں خیانت کرے گا؟

صحابی رسول ﷺ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی ایک حکایت

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا قصہ حدیثوں میں آتا ہے بہت دنوں بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو بیٹا دیا بڑا پیارا بڑا

خوبصورت بڑا چہچہانے والا اور سارے گھر میں خوشی کی لہر تھی لیکن خدا تعالیٰ کے فیصلے اس کی قدرت وحکمت کے ہوتے ہیں وہ تو مخلوق کا پابند نہیں ہے وقت آگیا اور وہ بیمار پڑ گیا تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ روزانہ کام پہ جاتے تھے اور شام کو آتے تھے آتے ہی گھر والی سے پوچھتے کہ بچہ کیسا ہے وہ بتاتی کہ کچھ آرام ہے اور پھر وہ کھانا کھاتا اور کپڑے بدلتے پھر آرام سے بچے کے پاس آتے ایک دن جب یہ کام پر گئے درمیان میں وہ بچہ انتقال کر گیا، بخاری شریف میں ہے کہ اس کی اہلیہ نے سوچا اب جب میرا خاوند آئے گا اور میں اس کو کہوں کہ بچہ مرگیا تو وہ نہ کھانا کھائے گا سارا دن مزدوری کی ہے چور چور ہو چکا ہے اور یکدم گھر داخل ہوتے ہی ایسی تکلیف کی خبر سن لے، تو جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اہلیہ سے بچہ کا پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ ”قد ھدأ نفسہ“ اسے مکمل آرام آگیا ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بڑے آرام سے کھانا کھایا کپڑے بدلے دم بخود ہو گئے اس کے بعد پاک بیوی نے نیک خصلت عورت نے حضرت ابوطلحہ سے کہا کہ ایک مسئلہ پوچھتی ہوں اور اس کا جواب آپ کو دینا ہے مسئلہ یہ ہے کہ ایک بہت بیش بہا اور قیمتی امانت کسی نے کسی کے پاس رکھی کہ یہ میری امانت ہے میں کسی بھی وقت آؤں تو لے جا سکتا ہوں وہ امانت وہاں رہی چند دن، چند مہینے اس سے بڑی محبت ہو گئی اور وہ سب اس سے پیار کرتے تھے اب وہ اصل مالک آیا اپنی امانت کو لینے کے لئے تو یہ لوگ خوشی خوشی دیں یا اس کو روکنے کی کوشش کریں رونا دھونا شروع کر لیں اور چوری چکوری مچائیں تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا توبہ توبہ وہ امانت میں خیانت کیسے کر سکتے ہیں اس سے تو ایمان چلا جائے گا، خوشی خوشی حوالہ کرنا چاہئے۔ تو بیوی نے کہا کہ وہ ہمارا بچہ بھی اللہ تعالیٰ کی امانت تھا اور اللہ تعالیٰ نے بلا لیا اور بچہ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دیکھ کے میرا سینہ پھٹنے لگا لیکن بیوی کا اتنا بڑا ایمان دیکھ کر مجھے تسلی ہوئی کہ مجھے کس طرح صبر استقامت کی تلقین کر رہی ہے، اس نے کہا میں نے بھی استقامت اور خوشی ظاہر کی۔ فجر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گیا اور فجر کی نماز کے بعد آپ ﷺ کو سارا واقعہ سنایا کہ ام سلیم نے یہ کیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ تمہارے رات کے اعمال سے بہت خوش ہیں اللہ تم دونوں میاں بیوی سے بہت زیادہ خوش ہیں اور بخاری میں ہے ان کے اس

بچے کے بعد نو بیٹے ہوئے ''کلھم قد قرأ القرآن'' سب قرآن خوان اور قرآن دان بنے۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۷۴،۱۰ کتاب الجنائز)

نومولود بچے کی وفات کے سلسلے میں ایک وضاحت

حضرت ام سلیم نے، حضرت ابوطلحہ کو یہ جواب حیلۃً دیا کیونکہ سب سے بڑا آرام جو آدمی کو آتا ہے وہ موت پر ملتا ہے اور جب وہ مؤمن بھی ہو۔ کیونکہ انسان جب دنیا کے بکھیڑوں سے نکل جاتا ہے اور آخرت میں پہنچ جاتا ہے تو پھر عیش وعشرت کی زندگی اس کو ملتی ہے بشرط یہ کہ وہ ایمان ساتھ لے کر گیا ہو ''فَھُوَ فِیْ عِیْشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ'' اللہ فرماتے ہیں پسندیدہ زندگی ہے آخرت کی۔ ایسی زندگی جس کے بارے میں حدیث میں ہے کہ ''مالا عین رأت'' آخرت اور جنت ایسی ہے کہ کسی آنکھ نے دیکھا نہیں'' ولا اذن سمعت'' نہ ہی کسی کان نے سنا'' ولا خطر علیٰ قلب بشر'' (ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۵۱ سورۂ سجدہ، ص ۱۶۱ سورۂ واقعہ) کسی انسان کے دل میں بھی ان نعمتوں کا خیال کبھی گزرا نہیں ہوگا اور پھر وہ تو بچہ تھا چند دن کا معصوم تھا اور بچے سب کے سب شفعا ہیں والدین کے حق میں۔ یاد رکھیں چھوٹے بچے جو قبل البلوغ مرتے ہیں یہ ماں باپ کو جنت لے کے جائیں گے، حدیث شریف میں ہے ان کو فرشتے کہیں گے چلو جنت وہ لے کے چلیں گے جیسے پرندوں کا غول چلتا ہے وہ بچے کہیں گے کہ اندر نہیں جانا ہے فرشتے کہیں گے چلو اندر وہ کہیں گے ہماری ماں کہاں ہے ہمارا باپ کہاں ہے؟ فرشتے وہیں اللہ رب العزت کے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے کہ حق تعالیٰ کہیں گے وہ کدھر ہیں وہ تو یہی جہنم میں ہیں گناہوں کی وجہ سے حق تعالیٰ کہیں گے یہ میری جود وکرم کے خلاف ہے کہ بچوں کو دروازے پہ چھوڑ دو ان کے لئے ان کے ماں باپ کو باہر نکالو اور ان کے ساتھ جنت لے جاؤ۔ چھوٹے چھوٹے بچے مرتے ہیں ماں باپ بڑے تڑپتے ہیں وہ لوگوں کے لئے چھوٹا ہوتا ان کے لئے چھوٹا نہیں ہوتا ان کے لئے تو آسمان ٹوٹ چکا ہوتا ہے چھوٹا تو کسی کے لئے ہوگا ماں باپ کے لئے چھوٹا کیوں ہوگا، ایسی تسلی اللہ تعالیٰ کرا دے گا کہ تمام صدمے اور پریشانیاں بھول جائیں گے، ایک حدیث میں آتا ہے کہ چھوٹے بچے کا وقت پر عقیقہ ہونا چاہیے اگر وقت مل

گیا اور ماں باپ نے اس کا عقیقہ نہیں کیا یا اس کا نام نہیں رکھا اور وہ مر گیا تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ شفاعت نہیں کر سکتا ہے، عقیقہ سنت مستحبہ ہے اور نام رکھنا بھی سنت مستحبہ ہے، یہ مؤکد سنت نہیں ہے، لیکن ماں باپ نے تھوڑی سستی کی ان کے لئے کتنی بڑی بدبختی ہے کہ شفاعت سے محروم رہیں گے۔

بچوں کی غلط تربیت، ماں باپ کے لئے ایک لمحۂ فکریہ

جو ماں باپ اولاد کو غلط لباس پہناتے ہیں، غلط جگہوں میں پڑھواتے ہیں، غلط نظریہ دلواتے ہیں سوچتے نہیں کہ ہم رہتے کہاں ہیں کر کیا رہے ہیں خود مسجد اور مدرسے کے لوگ اور اپنے بچوں کو انگریز بنانے میں مصروف ہیں، پینٹ پتلون پہناتے ہیں عزت وغیرت کے آئینہ میں اپنی شکلیں دیکھیں کہ وہ کس طرف جارہے ہیں اور کس ڈھب پر چل رہے ہیں

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

عجیب بات ہے کہ مسلمانوں کے بچے ایسے سکولوں میں بھی جاتے ہیں جہاں پر اسلام کے مقابلے میں عیسائیت کی، مرزائیت کی، پرویزیت کی، بدعات کی تعلیم دی جاتی ہے، یاد رکھنا کہ جائیداد کی حفاظت آسان ہے، سونا چاندی اور پونجی کی بھی آسان ہے لیکن اولاد کی تعلیم وتربیت انسانیت سے کرنا یہ آسان کام نہیں ہے، (کارے باشد) آپ اپنے اسلام پر، اپنی شریعت پر، اپنے نصاب پر، اپنے سلیبس پر قائم رہیں آسمان وزمین کے خزانے آپ کے پاؤں چومیں گے میں حیران ہوں اور کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ اگر غیرت اور عقل کہیں ملتی تو کروڑوں اور عربوں خرچ کر کے میں ان لوگوں کے لئے خرید کر لے آتا

اے تماشائے گاہ عالم روئے تو
تو کجا بحر تماشا می روی

لوگوں کو تو اسلام اپنی طرف دعوت دے رہا ہے کیونکہ یہ ایک عالمگیر مذہب ہے اور ہم دوسروں سے متاثر ہو رہے ہیں۔

جب ابوطلحہ نے سن لیا کہ بچہ بھی امانت تھا تو اس کے بعد کیسا صبر کیا، صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے اگر چہ

دیر پا ہوتا ہے، دنیا تکلیفوں کی جگہ ہے اور تکلیفوں کے لئے کوئی دین چھوڑتا ہے؟ دنیا کی چیزوں کے لئے اپنے ایمان جیسی دولت کا کوئی سودا کرتا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قیامت کے دن کافر کبھی ایک بہانہ کبھی دوسرا بہانہ کرے گا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر یہ موجودہ زمین سونے سے آپ بھر کے دے دیں ایمان کے مقابلہ میں تو نہیں چلے گی۔ ایمان چاہیے، ایمان کیوں نہیں لایا۔ اللہ تعالیٰ ایمان محفوظ فرمائیں ''اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا '' اللہ تعالیٰ دفاع کرنے والے ایمان والوں کا'' اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْر '' اللہ تعالیٰ خیانت گروں کو اور کفار کو پسند نہیں کرتا پس جب آپ خیانت نہ کریں اور آپ ناشکری نہ کریں اور شکر نعمت کے حساب سے رہے اور دیانت و امانت کے زندگی اختیار کریں سب سے بڑا دفاع ایمان کا اور اسلام کا نصیب ہوگا۔ کیونکہ دنیا جیسی جگہ میں رہ کر ایمان کا تحفظ ہی اصل چیز ہے یہاں کئے ہوئے ایک ایک عمل کا حساب کتاب ہوگا۔

غم اور خوشی ہر چیز کا حساب ہوگا

دلتا دم و قدم دوڑا پہ حساب دے
او پل پہ سما لارا کیدا چہ خطا نہ شی

پشتو زبان کے مشہور شاعر رحمان بابا فرماتے ہیں کہ قدم اور دم یعنی پاؤں رکھنا اور سانس لینا دونوں کا حساب ہوگا دیکھ دیکھ کر چلو غلطی نہ کرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ کہیں اور چلے جاؤ۔ حدیث شریف میں ہے کہ نیکی کے مقامات تک جاتے ہوئے قدم گنے جائیں گے، اسی طرح گناہ کی جگہوں میں جاتے ہوئے بھی ایک ایک سانس اور قدم کا حساب ہوگا۔ اسی لئے اگرچہ دنیا میں تکالیف گزارنی پڑتی ہیں کیونکہ یہ دنیا غموم اور ہموم کی جگہ ہے۔

دریں دنیا کسے بے غم نہ باشد   اگر باشد بنی آدم نہ باشد

کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی جب گوندی جارہی تھی اور فرشتوں نے جب مٹی کا ڈھیر لگایا تو اللہ تعالیٰ سے پوچھا کس چیز سے گوندیں، اللہ رب العزت نے فرمایا غم، ہم، صدمہ، پریشانیاں

، درد، فکر، اندیشے، فتنے سازشیں یہ سب ڈالو، فرشتوں نے ہاتھ باندھ کے سر جھکا کے آداب بجالائے کہ خداوند تعالیٰ یہ تو ایک لمحے بھی رہ نہیں سکے گا، اس کے گھر سے کبھی رونے کی اور کبھی فریاد کی آوازیں آئیں گی، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو کہا کہ خدا میں ہوں تم نہیں، تم بھی اسی طرح ایک مخلوق جسے میں نے پیدا کیا ہے، تو فرشتوں نے کہا کہ جل جلالہ آپ کا تو اتنا بڑا احسان ہے کہ اس کو آپ نے دنیا میں بھیجا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے ان کو دنیا میں مزوں کے لئے نہیں بھیجا ہے، بلکہ تکلیفوں کے لئے بھیجا ہے مزوں کے لئے تو میں نے اس سے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ یہ اس لئے کہ جب بھی اس انسان پر کوئی مشکل آئے گی یا کوئی بیماری اس پر حملہ کرے گی یا یہ اور کسی مصیبت میں گھر جائے گا تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے گا۔

دعا کے آداب

دعاؤں میں اپنا وقت صَرف کرنا مؤمن کا اصل فریضہ ہے، خیر والی زندگی کی دعا کرے اور بری زندگی سے پناہ مانگے یہ بھی ثابت ہے خدایا زندہ رکھیے جب تک زندگی بہتر ہو اور جب زندگی آزمائش ہو فتنہ ہو سازش اور گناہ ہو پھر تو اس دنیا سے جانا ہی بہتر ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بادشاہ وقت اور ظالموں سے تنگ آکر عید الفطر کی نماز کے وقت شہر سے باہر گئے اور اس طرح دعا فرمائی اور ایسے مستجاب الدعوات تھے کہ اسی وقت طبیعت ناساز ہوئی اور چند لمحوں میں انتقال ہوگیا۔ پاک آدمی تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دعا فوراً قبول کر لی۔ علماء کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ دعا کیوں نہیں کی کہ یا اللہ لوگوں کو اچھا کردے اور میرا مطیع اور فرمانبردار بنادے، جواب یہ ہے کہ یہ دعائیں بہت مانگی گئیں لیکن یہ قبول نہیں ہوئی، یاد رکھو ہر دعا نہیں لگتی ہے ہر دعا اگر لگتی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ آزر کافر کیوں مرتا؟ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان کیوں دنیا سے کافر جاتا؟ پیغمبر اسلام ﷺ کے چچا ابو طالب کیوں دنیا سے بغیر ایمان کے جاتا؟ ہر دعا کسی کی بھی نہیں لگتی ''اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَاتَمَنّٰی '' اللہ سورۂ نجم میں فرماتے ہیں جو تم مانگو گے وہ دوں گا'' فَلِلّٰہِ الْاٰخِرَۃُ وَالْاُوْلٰی ''(نجم آیت ۲۴،۲۵) یہ تو خدا کی شان ہے کہ بہت ساری چیزیں روک لی جاتی ہیں یا پھر ان کو دیر سے قبول کیا جاتا ہے۔

جنابِ نبی کریم ﷺ کی تین دعائیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تین دعائیں مانگی دو قبول ہوئیں اور ایک پر بہت مزاحمت کے باوجود مسترد کردی گئی۔

ایک دعا میں نے یہ مانگی کہ جس طرح گذشتہ اقوام اور امتیں نافرمانی کی وجہ سے ملیامیٹ ہوگئیں اور ان کا نام ونشان بھی نہیں رہا، میری امت کو ایسی موت سے بچا، قوم ثمود، قوم عاد، قوم نوح، قوم لوط اور قوم مدین سب کی سب صفحہ ہستی سے مٹ گئیں تو میری یہ امت اس طرح نہ ہو یہ قیامت تک رہے حق تعالیٰ نے کہا قبول ہے۔

دوسری دعا یہ مانگی کہ خدایا کہیں ایسا ظالم ان پر مسلط نہ ہو، ایسا بادشاہ ان پر نہ آئے جو ان کو بہت زیادہ نقصان پہنچائے تو یہ دعا بھی قبول ہوئی ظالم فوراً دفع ہوجاتا ہے خواہ وہ کوئی بھی ہو زیادہ دیر تک ٹھہرتا نہیں حجاج ابن یوسف ثقفی جب مرگیا اس کی پیدائش سے لے کر موت تک حساب لگایا گیا تو ایک سو بیس قتل ناحق یومیہ اس کے ذمہ پر آئے، وہاں لوگ کون تھے صحابہ یا بیشتر تابعین یا تبع تابعین ایسے ایسے ظالم بھی مسلط ہوئے لیکن وہ اپنے انجام کو پہنچ جاتے تھے۔

تیسری دعا آپ ﷺ نے یہ مانگی کہ یا اللہ میری یہ امت آپس میں اختلاف نہ کرے، لڑے نہیں حق تعالیٰ نے کہا اس کو رہنے دیں، یہ دعا میں قبول نہیں کروں گا

گلہائے رنگا رنگ سے ہے رونق چمن
اے ذوق اس چمن کا ہے زیب اختلاف سے

کہتے ہیں کہ امت چونکہ بہت بڑی ہے الی یوم القیامۃ جن وانس ہے، اقوام ہیں، قبائل ہیں، پورا پورا جہان ہے، تو ان میں اختلافات تو ہونگے۔ کبھی عادات کا اختلاف ہوتا ہے، کبھی لسان کا اختلاف ہوتا ہے، کبھی رسم ورواج کا اختلاف ہوتا، کسی نہ کسی طرح انسان روٹھا رہتا ہے اور عجیب بات ہے کہ جب حق تعالیٰ نے یہ دعا مسترد کی تو پھر پیغمبر نے کہا ''ھذا ایسر و اھون'' یہ تو اتنی خاص بات نہیں ہے۔

امت میں اختلافات کی نوعیت

علماء نے جنابِ نبی کریم ﷺ کے اس قول کی بہت تفسیریں بیان کی ہیں کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ ''ھذا ایسر وھذا اھون''، ایک تفسیر یہ ہے کہ امت میں اختلاف تو ہوگا لیکن اصل دین پر سب لوگ متفق رہیں گے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی توحید، جنابِ نبی کریم ﷺ کی سنت، پانچوں نمازیں فرض قطعی یقینی، پانچوں اوقات، نماز کی رکعتیں تمام مذاہب میں فجر کی دو رکعتیں، ظہر کی چار رکعتیں، عصر کی بھی چار ہیں مغرب کی تین ہیں اور عشا کی چار ہیں۔

طہارت پر بھی تقریباً اتفاق ہے کہ ہر نماز کے لئے طہارت شرط ہے خواہ نفل ہو یا فرض، قائماً ہو یا قاعداً ہو سفراً ہو یا حضراً ہو۔

رمضان شریف پر بھی اتفاق ہے کہ رمضان کے روزے ہی فرض ہیں اور پورے مہینے کے فرض ہیں اس میں کوئی چھوٹ نہیں سوائے ان کے جنہیں شریعت مستثنیٰ قرار دے۔

اس پر بھی اتفاق ہے کہ مال میں زکوٰۃ فرض ہے اور مال دو قسم کے ہیں ایک وہ جو زمین سے اگتی ہے جنہیں ہم زراعت کہتے ہیں اور دوسری وہ جو آپ کماتے ہیں اسے شریعت تجارت کہتی ہے اور اس کے علاوہ پونجی مال دو ہے سونا اور چاندی بقیہ اموال اس کے تابع ہیں اس کی زکوٰۃ پر بھی اجماع امت ہے تمام امت کے مذاہب حق اور ناحق سب متفق ہے کہ زکوٰۃ فرض ہے۔

اس پر بھی اجماع امت ہے اور تمام فرقہ متفق ہیں کہ قیامت تک رسالت ونبوت صرف اور صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہوگی، روافض نے اس میں اپنے ڈھکوسلے ملائے ہیں امام کے نام پر اور حسنؓ اور حسینؓ (رضی اللہ عنہما) کے نام پر لیکن برسرعام نہیں کہہ سکتے ہیں ختم نبوت کی تحریک میں روافض بھی ساتھ ہوتے ہیں، خوارج ومعتزلہ قدریہ وجبریہ اور جہمیہ سب کے سب جتنے فرقے دنیا کے اندر ہوئے ہیں سب کا یہی عقیدہ ہے کہ ختم نبوت جنابِ نبی کریم ﷺ ہی کے سر کا تاج ہے۔

اس پر بھی اتفاق ہے کل کلمہ گو مسلمانوں کا کہ مرنے کے بعد آخرت ہے اور جزا اور سزا ہے قیامت

قائم ہوگی میزان کا ترازو لگے گا نیکیاں حسنات کے پڑلے میں اور گناہ سیئات کے پڑلے میں تلیں گی۔

اس پر بھی اجماع اور اتفاق ہے کہ قبر کے اندر سوال وجواب ہے اور پانچ سوالات ہیں اس پر بھی اجماع امت ہے کہ جہنم کے اوپر پل باندھا جائے گا اور اسی سے لوگوں کو گزرنا ہوگا نجات یافتہ لوگ خوشی سے سکون سے گزر جائیں گے اور ایمان واعمال کے جو کمزور ہیں ان کے لئے خطرہ ہوگا۔

اس پر بھی اجماع امت ہے تمام مذاہب عالم جنہوں نے بھی آسمانی دین وحی نبوت اور رسالت قبول کیا ہے وہ یہ بات مانتے ہیں کہ جنت ایک حقیقت ہے اس کی مثال دنیا میں اور اس سے قبل کبھی نہیں دیکھی گئی اور نہ ہی سنی گئی۔ ایمان ونیک اعمال والوں کو اللہ عطا کرے گا اور یہ بھی کہ جہنم سزا کی انتہا ہے اور اللہ نے کفار کے لئے اور جرائم پیشہ لوگوں کے لئے بنا رکھی ہے، یہ خیال نہیں، تصورات نہیں بلکہ یہ حقائق ہیں، یہ سب متفقات ہیں۔

چاروں مسلک برحق ہیں

پھر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ نماز کے لئے ہاتھ اتنے اٹھائے یا یہاں تک اٹھائیں اور ہاتھ باندھے ہیں یا کھلے چھوڑ دئے ہیں یہ اختلافات ائمہ کے ہوتے ہیں، تو چونکہ بنیادیں متفق ہیں کہ نماز فرض ہے اور پہلی تکبیر اور اس کے ساتھ رفع یدین یہ سنت ہے تو اس کے بعد کے چھوٹے چھوٹے اختلافات امام کے پیچھے شافعی اور احمد کہتے ہیں پڑھ سکتا ہے امام ابوحنیفہ اور مالک کہتے ہیں کہ نہیں پڑھ سکتا ہے یہ خطرے والی بات نہیں ہے کچھ لوگ ایسے ہی کم عقل ہوتے ہیں وہ اپنی عقل اور خیال کو حاکم سمجھتے ہیں جاہل کی عقل بھی جاہل ہوتی ہے بے دین آدمی کی عقل اور سوچ بھی بے دین ہوتی ہے وہ ترازو تھوڑی ہے کہ اس سے آپ تولتے ہیں۔ عالم کی عقل حجت ہے، محدث کا فہم مدرک ہے، وہ شریعت کے تول ترازو ہے، اب دیکھو کتنی عجیب بات ہے میں صرف ایک دو مثالیں دیتا ہوں تاکہ آپ سب کو عقل آجائے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے ائمہ دین کے اختلافات ہو خواہ وہ مجتہدین کے۔ ایک وقت میں ایک ہی فقہ پر عمل کیا جاتا ہے ۔ ہم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فقہ پر عمل کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان تمام میں حق اور زیادہ مضبوط قرآن و

سنت کے قریب ترین مفہوم امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے کیونکہ سترہ سو صحابہ، عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سب کے سب کوفہ میں آباد ہوئے ہیں، امام صاحب کے زمانے میں کوفہ کے اندر جتنی کائنات تھی وہ سب امام ابوحنیفہ کے فقہ پر متفق تھی۔ کوفہ کو علم کا مرکز سمجھا جاتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں جب مدینہ سے کوفہ خط لکھتے تھے تو فرماتے تھے ”من الرأس الاسلام الیٰ مرکز الاسلام“ مدینہ کو کہتے اسلام کا سر اور کوفہ کو کہتے اسلام کا مرکز اتنا بڑا علم کا مقام تھا کوفہ۔ اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ جب اپنا سفر بتاتے ہیں کہ میں اتنی مرتبہ بصرہ گیا، اتنی مرتبہ حجاز گیا، اتنی مرتبہ بغداد گیا“ ونسیت کم دخلت الکوفۃ“ لیکن یہ نہیں بتا سکتا ہوں کہ کوفہ کتنی مرتبہ گیا ہوں، اتنا زیادہ جانا پڑا کہ یاد نہیں امام بخاری رحمہ اللہ جیسا حافظ اور امیر المؤمنین فی الحدیث کہتا ہے کہ کوفہ علم کے حصول کے لئے میں سب سے زیادہ گیا ہوں۔ کیونکہ امام علی الاطلاق فقیہ العراق امام ابوحنیفہ وہاں رہے تھے اور حضرت صاحب اکیلے نہیں تھے ان کے پچاس مجتہد شاگرد تھے ان کو ساتھ بٹھایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ایک اور اہم بات یاد رکھیں اور وہ یہ کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں ۵۵ حج کئے ہیں نصف سے زیادہ زندگی مکہ اور مدینہ میں گزاری اس لئے ان کی نماز اور ان کا طریقہ کار اور ان کی ترتیب دی ہوئی فقہ سب سے قوی اور مضبوط ہے۔

حکیم الامت کی طرف منسوب ایک قول اور اس کی وضاحت

دیگر ائمہ و مجتہدین نے بھی کسی کسی آیت اور حدیث کا سہارا لیا ہے اور پیغمبر فرماتے ہیں جو بھی جس ستارے کے پیچھے چلے روشنی پائے گا اس لئے انہیں اہل حق ائمہ کہتے ہیں۔ وہ جو حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے کہ انہوں نے کبھی کہا ہے کہ اپنے مذہب کو چھوڑو نہیں اور دوسروں کو چھیڑو نہیں آگے ہمارے لوگ اس کو اپنی منشاء کے مطابق استعمال کرتے ہیں، حالانکہ مذاہب چار حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی۔ ہم حنفی ہیں تو ہمیں کیا ضرورت ہے مالکیہ کو چھیڑنے کی مالک والوں کو کیا حق ہے کہ وہ شافعی اور حنبلیوں کو چھیڑے،

دا سلور واڑا مذہب حق دی
ما او تا پکی پیدا کڑو اختلاف

دین کے اعتبار سے چاروں مذہب برحق ہیں، اختلاف تو کم عقل لوگوں نے اس میں ڈالا ہے ہمارے یہاں چونکہ حنفی فقہ ہے حنفی علم ہیں حنفی مدرسے ہیں حنفی سوال کا جواب فوری آسکتا ہے۔

لیکن یادرکھیں بدعتیوں کا ڈھکوسلہ مذہب نہیں ہے وہ بغاوت ہے، صحابہ کو برا کہنے والوں کا مذہب ، مذہب نہیں وہ خوارج ہیں روافض ہیں مولانا اشرف علی صاحب نے ان کے متعلق نہیں کہا ہے، قادیانیت مذہب نہیں ہے پرویزیت مذہب نہیں ہے یہ سب باغی ہیں اسلام سے ان لوگوں نے بغاوت کی ہے۔ یہ اسلام کے مکان کو اسلام کی عمارت کو گرانے والے لوگ ہیں یہ اسلام اور دین کے دشمن ہیں ان کے متعلق مولانا اشرف علی نے کبھی بھی نہیں کہا ان کی تو خود کی ساری زندگی ان لوگوں کے تعقب میں گزار دی ان کے قول کو غلط استعمال کرنا کسی طرح ٹھیک نہیں یہ بھی خیانت کی ایک قسم ہے امانت میں خیانت کی بہت ساری اقسام ہیں یہ بھی ان میں سے ایک ہے۔

امانتدار مسلمان کا دفاع خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ہمارا ملک آج کیوں نہتا ہے حکمران سیاست دان ملک کے مکین ایک جیسے خیانت گر ہیں جس کو جب موقع ملا اس نے اپنا کام کیا، اگر کسی کو چھوٹا عہدہ ملا اس نے چھوٹے پیمانے پر خیانت کی اور جسے بڑا عہدہ ملا یا وزارت ملی اس نے بڑے پیمانے پر خیانت کی۔ ملک کا سربراہ ہو یا اس کا نمائندہ آپ اس کے اختیارات تو دیکھے آپ اس کا چھل پہل دیکھے سوچ تو لیں کہ یہ ڈیوٹی کر رہا ہے یا اپنی چھوٹی حکومت چلا رہا ہے، یہ کوئی دیانت داری ہے کیا یہ کوئی امانت داری ہے؟ یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایمان والوں کا دفاع کرتا ہے ''ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا '' یہ اس وقت جب مومن مومن تھے، بدر کے میدان میں اللہ تعالیٰ نے کیسی نصرت اور فتح کے اعلانات فرمائے '' سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ ''ابھی ابھی بڑی جماعت کفر کے پیٹ پھیر کے بھاگے گی ''وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ''اور پیغمبر دعا میں خود

فرماتے ہیں کہ یا اللہ یہ نہتے اور بے سروسامان مسلمان تیرے لئے آئے ہیں ''اللهم انشدک عهدک ووعدک اللهم ان شئت لم تعبد '' (بخاری شریف ج ۲ ص ۵۶۴) اگر آپ کی مدد نہیں آئی تو یہ پٹ جائیں گے اور زمین پر آپ کی عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا، حق تعالیٰ نے کہا ''سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ ''نصرت آرہی ہے یہ کفر کی بڑی جماعت ان کو پیٹ پھیر کر بھاگنے پر مجبور کرتا ہوں ''سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ o بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ '' (سورہ قمر آیت ۴۵، ۴۶) زیادہ پٹائی تو قیامت کے دن کروں گا جو اس سے کڑوی ہوگی اس سے زیادہ خطرے والا دن نہیں ہوگا، ''وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ '' (آل عمران آیت ۱۲۳) بدر میں تمہاری کیسی مدد کی اس میں تو بے سروسامان تھے چند گھوڑے چند اسلحے ''لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ لا وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ لا '' آخری تفصیلی لڑائی حنین ہے جو غسان روم کے ساتھ تھی اور چار لاکھ سے زیادہ لوگ لڑنے آئے تھے اور چند ہزار مسلمان تھے جس نے کمان سے تیر چلانا چاہا چاہنے نہیں دیا چلانا چاہا، چلانے نہیں دیا اس دوران رب العزت فرماتے ہیں ''ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا '' (توبہ آیت ۲۵، ۲۶) حق تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا فوراً نیچے پہنچو۔ ''اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ''حقیقی دفاع تو اللہ فرماتے ہیں ''اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ''اللہ تعالیٰ کو خیانت گر اور کافر پسند نہیں ہیں مسلمان دفاع تب کر سکتے ہیں جب وہ دیانت پیدا کریں، امانت پیدا کریں، صداقت پیدا کریں پھر اللہ کی طرف سے نصرت کی بارش ہوتی ہے۔

اللہ جل جلالہ عم نوالہ عز شانہ عزم برہانہ کل عالم کے مسلمانوں کی موافقت فرمائے، خاص کر پاکستان کی، سرحدات کی، پاکستان کی عزت وناموس کی مذہب اور اعتقاد کی، پاکستان کے باسیوں کی، اللہ جل جلالہ ہر ظالم سے ہر دشمن سے خاص کر عالمی بھیڑیا امریکہ اور اس کے اعوان وانصار سے رب العالمین پاکستان کا دفاع فرمائیں اسلام کا مدرسوں کا اور مسلمانوں کو حفاظت نصیب فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ملفوظاتِ اولیاءِ کرام

نظام الملت والدین حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ — فوائد الفواد ص ۷۷

دولتِ قدم بوسی حاصل ہوئی، کھانا کھلانے کی فضیلت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی آپ نے زبانِ فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ خلقِ خدا کو کھانا کھلانا بہت اچھی بات ہے۔

اسی ضمن میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ خواجہ رکن الدین چشتی رحمہ اللہ کے بڑے صاحبزادے خواجہ علی فتنۂ کفار میں گرفتار ہوئے، لشکری ان کو پکڑ کر چنگیز خان کے روبرو لے گئے۔ دربارِ چنگیز خان میں ایک شخص جو وہاں مکنت رکھتا تھا اور آپ کے خاندان کے مریدوں میں داخل تھا، حاضر تھا۔ جب اس نے پسر شیخ رکن الدین چشتی کو گرفتار دیکھا تو حیران رہ گیا اور خیال کرنے لگا کہ کس حیلہ سے سفارش کروں، اگر یہ بیان کیا جائے کہ یہ بزرگ زادے ہیں تو وہ کچھ خیال نہ کرے گا اور اگر یہ کہا جائے کہ عابدزادہ اور مرتاض شخص ہیں تو یہ بھی مؤثر نہ ہوگا۔ قصہ مختصر بعد تأمل بسیار چنگیز خان کے سامنے جا کر عرض کی کہ اس شخص کا باپ بہت بڑا بزرگ تھا اور ہمیشہ خلقِ خدا کو کھانا کھلاتا تھا اسے چھوڑ دینا چاہئے۔ چنگیز خان نے پوچھا کہ اپنے گھر والوں کو کھلاتا تھا یا باہر والوں کو، سفارش کنندہ نے جواب دیا کہ خلقِ خدا کو کھلاتا تھا اپنے گھر کے آدمیوں کو تو سب کھانا کھلاتے ہیں، گھر کے لوگوں کو کھانا کھلانا بڑی بات نہیں ہے یہ تمام عالم کی رسم ہے۔ چنگیز خان یہ سن کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا فی الواقع بزرگ وہی شخص ہے جو خلقِ خدا یعنی بیگانوں کو کھانا کھلاوے اور حکم دیا کہ خواجہ علی کو فوراً آزاد کر دیں، جب خلاص ہو گئے تو چنگیز خان نے معذرت کر کے خلعت دیا اور رخصت کیا۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ خلقِ خدا کو کھانا کھلانا کل مذاہب میں پسندیدہ ہے، اس کے بعد گفتگو خطرات، عزیمت، فعل کے بارے میں ہوئی، آپ نے ارشاد فرمایا کہ خطرہ یہ ہے کہ کوئی امر دل میں گزرے

اس کے بعد عزیمت ہوتی ہے یعنی دل میں اس کے کرنے کا عزم ہو اس کے بعد فعل ہے اور عزیمت مجبر بفعل ہے، اس کے بعد ارشاد فرمایا عوام کی گرفت نہیں ہوتی جب تک ان سے فعل صادر نہیں ہوتا، لیکن خواص کا تو خطرہ پر بھی مؤاخذہ ہوتا ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ ہر حال میں خدا کی جانب رجوع کرے اور اس کی ذات کی پناہ لائے کیونکہ خطرہ، عزیمت اور فعل سب اللہ تعالیٰ کے ہی پیدا کئے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ کوئی خطرہ میرے دل میں ایسا نہیں آیا جس کے وارد ہونے سے میں متہم نہ کیا گیا ہوں، حالانکہ وہ فعل مجھ سے سرزد نہیں ہوا۔

اسی وقت یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ ایک درویش خانقاہ میں آیا، شیخ ابوسعید نے اس کی کمالیت معلوم کی، وقتِ افطار اپنی لڑکی سے کہا کہ کوزہ پانی کا درویش کے پاس برائے افطار لے جاوے، لڑکی عمر میں بہت کم تھی نہایت ادب وحرمت سے کوزہ درویش کے روبرو لے گئی۔ شیخ ابوسعید کو اس لڑکی کا حسن ادب بہت پسند آیا اپنے دل میں خیال کیا کہ وہ کون سا نیک بخت ہوگا جس کے حبالۂ نکاح میں یہ لڑکی آوے گی جوں ہی یہ اندیشہ آپ کے دل میں گزرا، آپ نے حسن مؤذن خانقاہ کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ بازار جاؤ اور جو نئی بات سنو مجھ سے آکر کہو۔ حسن، بازار گئے اور واپس آکر عرض کیا کہ میں نے بازار میں ایسا تذکرہ سنا کہ کانوں کو اس کی سماعت کی تاب نہیں عرض کیا کروں، شیخ نے فرمایا جو کچھ سنا ہے بیان کرنا چاہئے۔ حسن مؤذن نے کہا کہ بازار میں سب ایک دوسرے سے تذکرہ کر رہے ہیں کہ شیخ ابوسعید خود اپنی لڑکی سے اپنا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر شیخ ہنس پڑے اور فرمایا کہ اس خطرہ کا بھی مجھ پر مؤاخذہ کیا گیا۔

جب خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ حکایت تمام کی بندہ نے عرض کیا کہ اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ ابوسعید اپنے اہلِ عصر سے زیادہ نیک بخت ہوں گے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اس زمانے میں سب سے زیادہ بزرگ تھے۔

اس کے بعد گفتگو توبہ کی استقامت کے بارے میں ہوئی، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص شراب پینے سے توبہ کرلے، ہر آئینہ اس کے یاران جلسہ دوستان سابق مزاحمت کریں گے اور اکثر اسے اس

موقع شراب نوشی پر جہاں کبھی ذوق اور کیفیت حاصل ہوتی تھی بلائیں گے اور اس کوشش میں رہیں گے کہ وہ شراب پیوے، یہ صورت اس وقت ہوگی کہ اس سابق کے دل میں میل ہوا سے سابق کا باقی ہوگا۔ اگر تائب نے صدق دل سے توبہ کی اور اس اندیشہ سے کلی پاک ہوا ہے کوئی مصاحبِ سابق اس کی مزاحمت نہیں کرسکتا اور دلیل اس کی صدق توبہ کی یاران دیرینہ سے میل جول چھوڑنا ہوگا۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جب کسی شخص کا لوگ معصیت اور فسق کے ساتھ تذکرہ کریں، جاننا چاہئے کہ اس شخص کا دل کس قدر مائل اس فسق اور معصیت کے ساتھ ہے کیونکہ جب کوئی شخص صدق دل سے کسی معصیت اور فسق سے توبہ کرے گا اور اپنے دل کو اس کے ناشائستہ حرکت سے باز رکھے گا، آئندہ کوئی شخص اس کو اس جرم سے متہم نہ کرے گا اور یہی دلیل استقامتِ توبہ کی ہے کہ تائب توبہ پر مستقیم ہے۔ ہاں اگر اس کے دل میں کچھ بھی میل ہوگا البتہ اس کا تذکرہ فسق و فجور لوگوں کی زبان پر آئے گا۔

اس کے بعد گفتگو حیدر زادہ کے بارے میں ہوئی، آپ نے ارشاد فرمایا کہ قوم سے ترک درویش صاحبِ کمال اور صاحبِ حال تھے۔ خروج چنگیز خاں کے زمانے میں ایک روز انہوں نے اپنے یاروں سے کہا کہ وہ فتنہ چنگیز خان سے بھاگ کر اپنی جان بچائیں کیونکہ لشکرِ مغل غالب آئے گا۔ لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ چنگیز خان کے غالب آنے کی وجہ بیان فرمائیے، آپ نے جواب دیا کہ وہ اپنے ہمراہ ایک درویش کو لاتا ہے اور اسی کی پناہ میں آتا ہے، میں نے اس درویش سے مقابلہ کیا تھا اس نے مجھے زک دی، مجھے معلوم ہوگیا کہ ان کا لشکر غالب آئے گا، تم کو بھاگ جانا لازم ہے، یہ فرما کر خود ایک غار میں چھپے رہے اور عاقبۃ الامر وہی ہوا جو انہوں نے کہا تھا۔

اس گفتگو کے بعد بندہ نے عرض کی کہ ایک فرقہ ہے جو گلے میں طوق آہنی اور ہاتھوں میں دستِ کلاہِ آہنی پہنتے ہیں اور خود کو حیدر زادہ سے منسوب کرتے ہیں، اس کی کیا اصل ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کی یہ نسبت درست ہے خواجہ حیدر زادہ پر ایک حال ایسا وادر ہوا تھا کہ وہ اس حال میں لوہا سرخ کر کے اپنے ہاتھ سے طوق اور دستِ کلاہ بناتے تھے لوہا ان کے ہاتھ میں مثلِ موم نرم ہوجاتا تھا۔ یہ طائفہ بھی

دستِ کلاہ آہنی اور طوق بناتے ہیں لیکن وہ حال اور وہ معاملہ ان کے خواب و خیال میں بھی نہیں ہوتا۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ فی الواقع درویشوں کی زندگی یہی ہے کہ وہ یادِ خدا میں مصروف رہیں۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ خواجہ میر گرامی نام کے تھے،، ایک بزرگ صاحبِ حال کو ان سے ملاقات کی آرزو ہوئی اور اشتیاق غالب آیا۔ اس درویش کی کرامت تھی کہ جو خواب وہ دیکھتے تھے بعینہٖ اس کا ظہور عالمِ بیداری میں ہوتا۔ الغرض وہ اپنے مقام سے برائے ملاقات روانہ ہوئے اثنائے راہ میں یہ خواب انہیں دکھائی دیا کہ خواجہ میر گرامی نے انتقال فرمایا۔ صبح اٹھے اور صد افسوس ہوا کہ دور دراز راہ صرف ان کی ملاقات کے لئے طے کی اور ملاقات نہ ہونے پائی کہ ان کا انتقال ہوگیا، خیر اب ان کی قبر کی زیارت کرنی چاہئے۔ قصہ مختصر اس مقام سے روانہ ہو کر میر گرامی کے گاؤں میں پہنچے اور بسبب عدمِ واقفیت مکان و موضع قبر دریافت کرنا شروع کیا کہ خواجہ میر گرامی کی قبر کہاں ہے، ہر شخص یہ جواب دیتا کہ خواجہ میر گرامی زندہ ہیں ان کی قبر کیونکر ہوسکتی ہے۔ درویش یہ سن کر حیران ہوتے تھے کہ یہ جواب ان کے خواب سے برعکس تھا، آخر الامر میر گرامی کی خدمت میں پہنچے، سلام کیا اور جوابِ سلام پایا اور پہلی بات جو خواجہ میر گرامی نے ان سے کہی وہ یہ تھی کہ آپ کا خواب دروغ نہیں ہے صحیح ہے، میں ہمیشہ یادِ حق میں مصروف رہتا ہوں، جس شب آپ نے یہ خواب دیکھا میں تھوڑی دیر کے لئے یادِ الٰہی سے غافل ہوگیا تھا اسی وجہ سے عالَم میں ندا ہوئی کہ میر گرامی نے انتقال کیا۔

واللہ اعلم بالصواب

سید جلال الدین عمری

مغرب نے عورت کو کیا دیا؟

تاریخ کے ایک طویل عرصہ سے عورت مظلوم چلی آرہی تھی وہ ہر قوم میں اور ہر خطہ میں مظلوم تھی، یونان میں، مصر میں، عراق میں، ہند میں، چین میں، عرب میں ہر جگہ اس پر ظلم ہورہا تھا۔ بازاروں اور میلوں میں اس کی خرید وفروخت ہوتی تھی، حیوانوں سے بدتر اس کے ساتھ سلوک کیا جاتا تھا۔ یونان میں عرصہ تک یہ بحث جاری رہی کہ اس کے اندر روح ہے بھی یا نہیں؟ اہل عرب اس کے وجود ہی کو موجب عار سمجھتے تھے۔ بعض شقی القلب اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کردیتے تھے، ہندوستان میں شوہر کی چتا پر اس کی بیوی جل کر راکھ ہوجاتی تھی۔ راہبانہ مذاہب اسے معصیت کا سرچشمہ گناہ کا دروازہ اور مجسم پاپ (گناہ) سمجھتے تھے۔ اس سے تعلق کو روحانی ترقی کی راہ میں رکاوٹ تصور کیا جاتا تھا۔ دنیا کی بیشتر تہذیبوں میں اس کی کوئی سماجی حیثیت نہیں تھی، وہ حقیر اور ذلیل سمجھی جاتی تھی۔ اس کے معاشی اور سیاسی حقوق نہیں تھے۔ وہ آزاد مرضی سے لین دین اور کوئی مالی تصرف نہیں کرسکتی تھی۔ وہ باپ کی پھر شوہر کی اور اس کے بعد اپنی نرینہ اولاد کی تابع اور محکوم تھی۔ ان کے اقتدار کو چیلنج کرنے کی اسے اجازت نہ تھی، ان کے ظلم وستم پر اس کی کہیں دادرسی نہ ہوتی تھی اسے فریاد کا بھی حق حاصل نہ تھا۔

اس میں شک نہیں بعض اوقات عورت کے ہاتھ میں زمام اقتدار بھی رہی ہے ایسا بھی ہوا ہے کہ سلطنت اور حکومت اس کے اشاروں پر گردش کرتی رہی ہے، یہ تو بہت دیکھنے میں آیا کہ خاندان اور قبیلہ پر وہ

چھائی ہوئی تھی، بعض غیر متمدن قبائل میں عورت کو مرد پر ایک طرح کی بالادستی بھی حاصل رہی ہے اور اب بھی اس قسم کے قبائل موجود ہیں لیکن اس کے باوجود بہ حیثیت نوع عورت کے حالات میں کچھ زیادہ فرق نہ آیا وہ مظلوم کی مظلوم رہی، اس کے حقوق پر دست درازی جاری رہی۔

اسلام نے عورت کو ظلم کے اس گرداب سے نکالا، اس کے ساتھ انصاف کیا، اسے انسانی حقوق دیئے، عزت وسربلندی بخشی اور معاشرہ کو اس کا احترام سکھایا، لیکن مغرب کی جو قومیں اسلام کے سایہ رحمت میں نہ آسکیں وہ اس کے برکات وثمرات سے محروم رہیں ان میں عورت کے حقوق بدستور پامال ہوتے رہے اور ہر طرح کا ظلم سہتی رہی۔ موجودہ دور میں جب ان قوموں میں اس کا ردعمل ہوا تو عورت کی آزادی اور مساوات کا تصور ابھرا، اس کے حق میں دلائل فراہم کئے گئے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ نوعی اختلاف کے باوجود عورت مرد سے فروتر نہیں ہے۔ دونوں ہر لحاظ سے ایک دوسرے کے برابر ہیں ان میں کسی پہلو سے فرق وامتیاز صحیح نہیں ہے وہ ہر کام کرسکتی ہے، ہر عہدہ ومنصب کی اہل ہے وہ ہر طرح آزاد ہے لہٰذا مرد کی بالادستی اس پر سے ختم ہونی چاہیے اور اسے وہ سارے حقوق ملنے چاہئیں جو مرد کو حاصل ہیں۔

عورت کے لئے یہ بڑا دل کش کن تصور تھا اس نے لپک کر اسے اس طرح قبول کیا جیسے فردوس گم گشتہ اسے مل گئی ہو، وہ اس کے ظاہری حسن پر فریفتہ ہوگئی اور اس کے بطن میں چھپی ہوئی خرابیوں پر غور نہ کرسکی۔ حالانکہ یہ بعض پہلوؤں سے اس کے حق میں مفید تھا تو بعض پہلوؤں سے نقصان دہ بھی تھا۔ اس میں ایک طرف عورت کو مرد کے ظلم سے نجات دلائی گئی تھی تو دوسری طرف اس کی قوت وصلاحیت، مزاج اور نفسیات کی قطعاً کوئی رعایت نہیں کی گئی تھی۔ یہ درحقیقت مرد کے ظلم کے خلاف ایک شدید ردعمل تھا۔ اس میں وہ ساری بے اعتدالیاں موجود تھیں جو اس طرح کے ردعمل میں بالعموم پائی جاتی ہیں۔

عورت کی آزادی کے حق میں سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اس کے بغیر اسے معاشی ترقی اور استحکام حاصل نہیں ہوسکتا وہ ہمیشہ مرد کی دست نگر رہے گی اور سماج میں فروتر سمجھی جائے گی۔ اس لئے یہ اس کا ایک فطری حق ہے کہ وہ اپنی معاشی حیثیت کو مضبوط ومستحکم کرنے کے لئے آزادی سے دوڑ دھوپ

کرے، صنعت وحرفت، تجارت وزراعت اور ملکی انتظام وانصرام میں ہر طرح حصہ لے۔ اس کے نتیجہ میں عورت اور مرد کے کام کے دائرے جو الگ الگ تھے ایک ہوگئے اور عورت معاش کے میدان میں مرد کے ساتھ تگ ودو میں مصروف ہوگئی۔

یہاں اس حقیقت کو نظر انداز کردیا گیا کہ عورت ایک کمزور اور نازک صنف ہے وہ سخت اور محنت طلب کام انجام نہیں دے سکتی، اس پر ان کاموں کا بوجھ ڈالنا بہت بڑی زیادتی ہوگی، جن کے اٹھانے کیلئے وہ جسمانی اور دماغی لحاظ سے کسی طرح فٹ نہیں ہے۔ وہ جب تک جوان رہتی ہے، حمل، رضاعت، حیض اور نفاس کی تکلیفیں اسے برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اس سے اس کی صحت غیر معمولی طور پر متاثر ہوتی ہے اور اس کی قوت گھٹ جاتی ہے۔ ان مراحل سے پوری جوانی میں اسے گزرنا پڑتا ہے۔ یہ مراحل جب طے ہوتے ہیں تو وہ جوانی سے بڑھاپے میں داخل ہوجاتی ہے اور اس کی قوتیں کمزور پڑنے لگتی ہیں، موجودہ دور اس معاملہ میں عجیب تضاد کا شکار ہے وہ زبان سے تو اسے ہر کام کا اہل قرار دیتا ہے لیکن عمل کی دنیا میں اسے صنف نازک مان کر معاملہ کرتا ہے۔ ہلکے پھلکے کام تو اس سے لئے جاتے ہیں اور پیچیدہ اور دقت طلب کاموں کے لئے اسے مناسب تصور نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ آج وہ زیادہ سے زیادہ دکانوں پر سودا فروش (Sales Woman) ہے کہیں کلرک ہے، کسی کی سکریٹری ہے، کسی جگہ ٹائپسٹ ہے، بہت ترقی کی تو ٹیچر ہے، نرس ہے ڈاکٹر ہے، اس کے برخلاف فوج میں اس کا وجود نہیں ہے (لیکن ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔) بھاری مشینیں اس کے حوالہ نہیں کی جاتیں، پرخطر مہمات کے لئے اس کا انتخاب نہیں ہوتا، وہ پائلٹ اور کپتان نہیں، بھاری گاڑیاں وہ نہیں چلاتی، حتیٰ کہ نازک اپریشن کے لئے بھی مرد کی تلاش ہوتی ہے اس کی قوت کار مرد کے مقابلہ میں کم سمجھی جاتی ہے، اس لئے کم از کم پرائیوٹ اداروں میں اس کی تنخواہ مرد سے کم ہوتی ہے، یہ حال ان ممالک کا بھی ہے جہاں ایک ہی کام کے لئے عورت اور مرد کی تنخواہ میں فرق کرنا قانوناً جرم ہے۔

کہا جاسکتا ہے کہ اس سب کے باوجود عورت کی معاشی حالت پہلے سے بہتر ہے اور وہ خود کفالت

اور معاشی استحکام کی طرف بڑھ رہی ہے یہ بات صحیح ہے لیکن اس کے لئے اسے بڑی قربانیاں دینی پڑی ہیں۔

(۱) اس کے لئے اسے اپنی قدر وقیمت گھٹانی پڑی اور اپنا احترام اور وقار کھوکر مرد کے لئے حصول دولت کا ایک سستا ذریعہ بننا پڑا۔

آج تجارت اور صنعت وحرفت پر مرد کا قبضہ ہے، بڑے بڑے کارخانے اور فیکٹریاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ بازار اور منڈی اسی کی ہے، حتیٰ کہ بڑے بڑے ہوٹل، کلب، اور سینما گھر کا مالک وہی ہے اس طرح سارے وسائل دولت اس کے پاس ہیں اور عورت اس کے پھیلے ہوئے کاروبار کو فروغ دینے کا محض ایک ذریعہ ہے، مرد اپنی تجارت کو بڑھانے کیلئے اور اپنی مصنوعات کی پبلسٹی کے لئے اسے استعمال کررہا ہے، نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ہزاروں روپیہ کی کوئی چیز ہو یا دو پیسے کی عورت کی پرکشش اور دل لبھانے والی تصویر اس پر ضرور موجود ہوگی، بات صرف اشتہار کی حد تک نہیں رکی بلکہ عورت کو بازار میں اس لئے بٹھا گیا کہ وہ اپنے ناز وادا سے مرد کی تیار کردہ مصنوعات کو فروخت کرے، اس کے قائم کردہ ہوٹلوں اور کلبوں میں مہمانوں کا استقبال، خاطر تواضع اور خدمت کرلے، اس کے سینما ہالوں میں تھرک تھرک کراپنے جسم کے پیچ وخم کی نمائش کرلے اور اس کے لئے وقت ضرورت نیم عریاں ہی نہیں پوری طرح برہنہ ہوجائے، حقیقت یہ ہے کہ عورت اپنی معاش کی خاطر برہنہ ہوجائے، حقیقت یہ ہے کہ عورت اپنی معاش کی خاطر شاید اس طرح کبھی ذلیل اور رسوا نہ ہوئی ہوگی۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت کے درمیان جذبہ محبت رکھا ہے موجودہ دور میں یہ جذبہ ختم ہوگیا اور اس کی جگہ حریفانہ جذبات پرورش پانے لگے، تجارت زراعت صنعت وحرفت اور ملازمت میں دونوں کا مقابلہ ہونے لگا اور ہر ایک نے دوسرے کو پیچھے ہٹانے اور خود آگے بڑھنے کی کوشش شروع کردی۔ لیکن یہ ایک طاقتور صنف اور ایک کمزور صنف کا مقابلہ تھا مرد اپنی قوت وصلاحیت کی وجہ سے آگے رہا اور عورت اس کے مقابلہ میں کامیاب نہ ہوسکی، چنانچہ زمانہ قدیم کی طرح آج بھی قوموں کی قیادت وسیادت مرد ہی ہاتھ میں ہے اہم عہدوں اور مناصب پر اسی کا قبضہ ہے زندگی کے سارے شعبوں پر وہی چھایا ہوا ہے، عورت اس سے

آگے کیا نکلتی اس کی ہمسری کا بھی دعویٰ نہیں کرسکتی، چند شاذ ونادر مثالوں سے اس کی تردید نہیں ہوتی اس
لئے کہ اس طرح کی مثالیں ہر دور میں مل جاتی ہیں دور حاضر ہی کے ساتھ یہ مخصوص نہیں ہیں۔

(۳) عورت کی تگ ودو صرف معاشی میدان ہی میں نہیں رہی بلکہ آہستہ آہستہ معاشرتی، سماجی او
تہذیبی امور میں بھی وہ مرد کی شریک ہوگئی، وہ کارخانوں، دفتروں اور کالجوں میں مردوں کے شانہ بشا
معاشی جدوجہد کررہی تھی تو پارکوں، کلبوں سینما گھروں اور تفریح گاہوں میں اس کے ساتھ کھیل کود اور تفر
میں بھی حصہ لے رہی تھی، اس کا وجود ہر شعبہ حیات میں ضروری قرار پایا اور اس کے بغیر زندگی بے کیف او
بے لطف تصور کی جانے لگی، اس سے اختلاط مرد وزن بڑھا، بدکاری عام ہوئی اور ایک ایسی ننگی اور بے
حیا تہذیب نے جنم لیا کہ اس کی عفونت اور بدبو سے اخلاق کا چمن اجڑ گیا اور شرم وحیا اور شرافت کا دم گھٹ
کر رہ گیا۔

تاریخ کا تجربہ ہے کہ جب بھی عورت گھر سے نکل کر شمع انجمن بنی اور مجلسوں اور محفلوں کو رونق
بڑھانے لگی تو جنسی آوارگی پھیلی جو گندگی بند کمروں میں برداشت نہیں کی جاسکتی وہ بازاروں اور سڑکوں پر
پھیلنے لگی، انتہائی قابل احترام اور پاکیزہ رشتے بھی اس سے محفوظ نہیں رہے عام انسانوں کا ذکر ہی کیا
ان کے دیوی دیوتا تک بدکاریوں میں ملوث پائے گئے اور ان کی طرف ایسی ایسی داستانیں منسوب کی
جانے لگیں کہ آدمی شرم سے پانی پانی ہوجائے، بیواؤں اور طوائفوں کو وہ مقام حاصل ہوا جس سے شریف
عورتیں تک محروم تھیں، آرٹ اور کلچر سے جنسی جذبات کی ترجمانی ہونے لگی، عریاں تصویریں کھنچیں، ننگے
مجسمیں تراشے گئے، رقص وموسیقی اور ادب کے ذریعہ جنسی اعمال وکیفیات کی تشریح ہونے لگی، عورت مرد
کے ہاتھ میں کھلونا بن گئی، اور اس کا مقصد صرف یہ رہ گیا کہ مرد کی جنسی خواہش کی تکمیل کرے غرض پوری
تہذیب جنس کی ترجمان بن گئی اور اس کے اردگرد گھومنے لگی، جنسی جذبات کی اس حکمرانی نے یونان، روم
، مصر اور دوسری بہت سی قدیم تہذیبوں کو تباہ وبرباد کردیا، تہذیب نو بھی اسی راستہ کی طرف بڑھ رہی ہے
، شاید وہ وقت قریب آگیا ہے جب کہ یہ قصر منہدم ہوجائے اور ایک نئی تہذیب وجود میں آئے۔

(۴) خاندانی نظام عورت کی وجہ سے قائم تھا اس کے اندرونی نظم ونسق کو وہ سنبھالے ہوئے تھی، عورت
کی تگ ودو جب گھر سے باہر ہونے لگی اور بیرونی مصروفیات نے اس کے اوقات کو گھیر لیا تو خاندان کا نظم
بکھر گیا، اس نے جو کچھ حاصل کیا اس کی قیمت گھر کی بربادی کی شکل میں اسے ادا کرنی پڑی، خاندان،
معاشرہ کا بنیادی پتھر ہے جب یہ اپنی جگہ سے ہٹا تو پورا معاشرہ درہم برہم ہوگیا، عورت مرد کے لئے وجہ
سکون تھی اب نہیں رہی، ان کے درمیان وہ محبت نہیں رہی جس کی وجہ سے زندگی کے نشیب وفراز میں وہ
ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے، والدین اور اولاد کا مضبوط رشتہ کمزور پڑ گیا۔ اولاد کے لئے والدین
مرکز محبت ہوتے ہیں یہ مرکز ان سے چھین گیا اور وہ نرسنگ ہاؤس کے حوالے ہوگئے، والدین کے بڑھاپے
کا سہارا ان کی اولاد ہوتی ہے یہ سہارا ٹوٹ گیا اور وہ انتہائی بے بسی اور کسمپرسی کی حالت میں زندگی گزارنے
پر مجبور ہوگئے، یہی نہیں وہ سارے تعلقات جو خاندان کی بقا کے ساتھ وابستہ تھے اس کے ٹوٹتے ہی ختم
ہوتے چلے گئے اور انسان اس سکون سے محروم ہوگیا جو صرف خاندان ہی فراہم کرسکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ
عورت کی آمدنی کیا اتنی قیمتی ہے کہ اس کے لئے وہ اور پورا معاشرہ اتنا بڑا نقصان برداشت کرے؟

اسلام نے عورت کے بارے میں غلط تصورات کی تردید کی اور ایک معتدل اور متوازن فکر پیش کی
ہے اس سے مغرب کے موجودہ مساوات مرد وزن کے نظریہ کی اصلاح ہوسکتی ہے لیکن افسوس کہ یہ کام جس
طرح ہونا چاہیے نہیں ہوسکا، اس کے ماننے والوں کی ایک بڑی تعداد مختلف اسباب کی بنا پر مغرب کے ہر
فلسفے کو مرعوبیت کے ساتھ قبول کرتی چلی گئی۔ وہ مغرب کے نظریہ مساوات مرد وزن کی اصلاح کیا کرتے
اسلام کی تعلیمات ہی میں انہیں خامیاں نظر آنے لگیں۔ بعض نے کھل کر ان تعلیمات ہی کو ناموزوں قرار
دے دیا اور بعض نے تاویل وتوجیہ کے ذریعہ اس کی صورت مسخ کردی۔

اسلام ایک مضبوط اور پائیدار خاندان کو معاشرہ کی بقا کے لئے ضروری سمجھتا ہے، اس کا ایک پورا
نظام اس نے قائم کیا ہے اس کی تفصیلات بتائی ہیں اور حدود وضوابط متعین کیے ہیں وہ اس بات کی شدت
سے تاکید کرتا ہے کہ اس نظام کو جوں کا توں رکھا جائے اور اللہ کے قائم کردہ حدود نہ توڑے جائیں، اس

نظام میں عورت کی بنیادی اہمیت ہے اس کے حقوق بھی ہیں اور فرائض بھی اگر وہ اس سے کنارہ کش ہو جائے اور یکسوئی کے ساتھ اس کی ذمہ داریاں ادا نہ کرے تو یہ نظام بکھر کر رہ جائے، وہ اسی وقت باقی رہ سکتا ہے جب کہ عورت اسے اپنی سعی وجہد اور توجہ کا مرکز بنائے رکھے۔

اسلام معاش کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ عورت معاشی لحاظ سے کمزور نہ ہو بلکہ اس کی معاشی حیثیت مستحکم رہے اس کے ساتھ وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ وہ یکسوئی کے ساتھ خاندانی فرائض انجام دیتی رہے اور معاشی مصروفیات کیوجہ سے وہ ان سے بے رخی یا غفلت برتنے پر مجبور نہ ہو جائے، اس کے لئے اس نے حسب ذیل تدابیر اختیار کی ہیں۔

(۱) عورت پر کوئی معاشی ذمہ داری نہیں ڈالی، صرف یہی نہیں کہ اس پر اپنی اولاد، ماں باپ یا کسی قریب سے قریب رشتہ دار کی معاش کا بوجھ نہیں ہے بلکہ خود اس کی معاشی ذمہ داری بچپن میں اس کا باپ اٹھاتا ہے، شادی کے بعد یہ ذمہ داری شوہر پر عائد ہوتی ہے اور شوہر کے انتقال یا اس سے علیحدگی کے بعد اولاد اس کے معاش کی ذمہ دار ہوتی ہے، اولاد اس قابل نہ ہو تو باپ یا قریبی محرم کو اس کی کفالت کا بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔

(۲) اسے وراثت کا حق دیا، ماں باپ شوہر اور اولاد کے مال میں اسے یہ حق لازماً ملتا ہے، بعض اوقات بھائی بہن کے مال میں بھی وہ وراثت کی حقدار ہوتی ہے اسی طرح شوہر کی طرف سے اسے مہر ملتا ہے، وہ ان زیورات اور تحفے تحائف کی بھی مالک ہوتی ہے جو شادی یا خوشی کے دیگر مواقع پر اسے دئے جاتے ہیں یہ سب کچھ اس کا محفوظ سرمایہ ہے۔

(۳) اس محفوظ سرمایہ کو عورت خاندانی ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئے اسلامی حدود کے اندر تمام نفع بخش کاموں میں لگا سکتی ہے اس سے ہونے والی آمدنی پوری کی پوری اسی کی ہے اس کا دعویٰ کوئی دوسرا نہیں کرسکتا۔

ان ذرائع سے عورت کی آمدنی میں مستقل اضافہ ہوتا رہتا ہے اس پر کوئی معاشی ذمہ داری نہ

ہونے کی وجہ سے اس کی پوری آمدنی محفوظ ہوتی چلی جاتی ہے، جب کہ مرد پر گوناگوں معاشی ذمہ داریاں ہیں وہ جو کچھ کماتا ہے اس کا بڑا حصہ ان ذمہ داریوں کے ادا کرنے پر اسے خرچ کرنا پڑتا ہے۔

اس طرح اسلام کے خاندانی نظام میں معاشی جدوجہد کے لئے عورت گھر چھوڑنے اور اس کی ذمہ داریوں کو بالائے طاق رکھنے پر مجبور نہیں ہوتی اور اس سے وہ سماجی اور اخلاقی خرابیاں بھی نہیں پیدا ہوتیں جو عورت اور مرد کے ایک ساتھ مل کر معاشی دوڑ دھوپ کرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔

آخری بات یہ کہ مرد نے عورت پر بے شک بڑی زیادتیاں کی ہیں لیکن اس کے ساتھ اس کے اندر عورت سے محبت کا ایک فطری جذبہ بھی ہے، اسلام اس جذبہ کو ابھارتا اور نشو ونما دیتا ہے، وہ اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ عورت کے قانونی حقوق ہی ادا نہ کئے جائیں بلکہ اس کے ساتھ ہمدردی کا رویہ اختیار کیا جائے وہ حسن سلوک کی مستحق ہے لہٰذا اس کے ساتھ حسن سلوک ہونا ہی چاہیے اس جذبہ کی عورت اور مرد کے تعلقات میں اساسی اہمیت ہے، موجودہ دور میں عورت اور مرد کے درمیان حقوق کی جنگ نے اس جذبہ کو مجروح اور نیم جان کر دیا ہے اور کبھی کبھی تو یہ احساس ہوتا ہے کہ شاید وہ دم توڑ چکا ہے اس سے عورت کا بڑا نقصان ہوا۔ اس لئے کہ صرف قانون چاہے وہ آب زر سے کیوں نہ لکھ دیا جائے اس کے مسائل حل نہیں کر سکتا اسی کا نتیجہ ہے کہ عورت اور مرد کے درمیان مساوات کا دعویٰ تو کیا جاتا ہے لیکن عملاً مساوات برتی نہیں جاتی، قانون نے اسے جو سیاسی سماجی اور معاشرتی حقوق دیئے ہیں ان سے وہ پوری طرح بہرہ یاب نہیں ہے، اور کہیں کہیں تو اس پر ظلم وزیادتی آخری حد کو پہنچ چکی ہے مرد کی خواہشات کی تکمیل کے لئے اس کی باقاعدہ خرید وفروخت ہو رہی ہے، اس کی جان ومال پر حملے ہو رہے ہیں۔ اور اس کی عصمت وآبرو بھی بے دریغ لوٹی جا رہی ہے، یوں محسوس ہوتا ہے جیسے قدم قدم پر ہونے والے نت نئے حملوں کا دفاع کرنا بھی اسے دشوار ہو رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کسی کمزور کے حقوق تسلیم کر بھی لئے جائیں تو ان سب کا اسے ملنا آسان نہیں ہے، عورت لڑ کر یہ حقوق مرد سے حاصل نہیں کرسکتی، وہ اسے صرف اسی صورت میں مل سکتے ہیں جب کہ مرد

انہیں دینا چاہیے، اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے اندر ہمدردی اور محبت کا جذبہ ہو اور وہ عورت کے ساتھ زیادتی کو جرم اور گناہ سمجھے، اسلام نے اس معاملہ میں بے نظیر کامیابی حاصل کی ہے۔

تاریخ کے اس تجربہ کو جب بھی دہرایا جائے گا معاشرہ میں ایک بار پھر وہی بہار آئے گی جسے دنیا اس سے پہلے دیکھ چکی ہے۔

مولانا محمد احمد قادری

نوجوانوں کے لئے چند احادیث

اس مقالہ میں چند ایسی احادیث جمع کی گئی ہیں جن میں نوجواں کا ذکر ہے
اور نوجوانوں کے متعلق کچھ ہدایات فرمائی گئی ہیں

(۱)قال رسول اللہ ﷺ ما اکرم شاب شیخا لسنہ الاقیض اللہ لہ من یکرمہ عند سنہ (ترمذی)

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا جو نوجوان کسی بوڑھے کا اکرام اس کی بزرگی اور بڑھاپے کی بنا پر کرتا ہے حق تعالیٰ شانہ اس جوان کے لئے ایسے افراد مقرر فرما دیتا ہے جو اس کے بڑھاپے کے وقت اس کی عزت کریں۔

فائدہ

مشیت ایزدی کچھ اس طرح ہے کہ ہر نیک اور برے عمل پر اس کی مناسب جزا اور سزا دیتے ہیں، اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ بوڑھوں اور بزرگوں کی عزت و اکرام اور ان کی خدمت کرنا بڑی نیکی اور ثواب کی بات ہے، حق تعالیٰ شانہ اس کا بدلہ دنیا اور آخرت دونوں میں عطا فرماتے ہیں جس میں سے دنیا میں اس کو یہ بدلہ ملتا ہے کہ جب یہ جوان بڑھاپے کی عمر کو پہنچتا ہے تو اس کے چھوٹے اس کی عزت و اکرام کرتے ہیں نوجوانوں کے لئے یہ بہترین موقع ہے کہ وہ اپنی دنیا اور آخرت کو سنوارنے کے لئے اپنی جوانی میں ہی فائدہ اٹھالیں کہیں ایسا نہ ہو کہ جوانی جاتی رہے اور بڑوں کی خدمت نہ کی ہو۔

(۲)ان النبی ﷺ دخل علیٰ شباب وھو فی الموت فقال کیف تجدک ؟قال ارجو اللہ یا رسول اللہ واخاف ذنوبی فقال رسول اللہ ﷺ لایجتمعان فی قلب عبد فی مثل ھذاالموطن الا اعطاہ اللہ مایرجو وآمنہ مما یخاف (ابن ماجہ)

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ ایک ایسے نوجوان کے پاس تشریف لائے جونزع کی حالت میں تھا اس سے آپ ﷺ نے پوچھا تم اپنے آپ کوکس حال میں پاتے ہو؟اس نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے اللہ کی ذات سے نجات کی امید بھی ہے اوراپنے گناہوں سے بڑا ڈر بھی لگ رہا ہے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا خوف ورجا یہ دو چیزیں ایسی ہیں جواس (نزع) کے موقع پر اگر کسی بندہ میں جمع ہوجاتی ہیں تو حق تعالیٰ شانہ اس کی رجاء وامید کو برلاتا ہے اوراس کواس کے خوف سے نجات دے دیتا ہے۔

فائدہ

اس قابل قدر نوجوان کے جذبات کا اندازہ لگایئے نزع کے عالم میں ہے گناہوں کا بھی ڈر ہے لیکن خدا سے ایسا تعلق قائم ہے کہ اس کی ذات سے ناامید نہیں مومن کبھی ناامید نہیں ہوتا البتہ امید ہمیشہ وہ بارآور ہوتی ہے جس کے ساتھ خوف خدا اور گناہوں پر ندامت بھی ہو۔اگر امید ورجا دونوں چیزیں بندہ میں موجود ہوں تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نجات فرمادیتے ہیں دراصل امید وخوف ایمان کے دو بازو ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی بھی کفر ہے اور اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نڈر ہوجانا بھی،مومن کا شیوہ یہ ہے کہ نیک عمل کرتا رہے اور ڈرتا رہے علماء فرماتے ہیں کہ زندگی میں تو آدمی پر امید سے زیادہ خوف کا غلبہ ہونا چاہیے تاکہ عمل میں سستی اور کاہلی پیدا نہ ہو اور نزع کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید غالب ہونی چاہیے تاکہ اس نازک اور آخری وقت میں شیطان کو مایوسی دلانے کا موقع نہ ملے،اللہ ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائیں اوراپنی رحمت خاصہ کے آغوش میں پناہ دے۔

(۳)عن النبی ﷺ من یدخل الجنۃ ینعم لایبأس لاتبلیٰ ثیابہ ولا یفنی شبابہ(مسلم)

نبی کریم ﷺ سے مروی ہے جوشخص جنت میں داخل ہوا وہ پھر ہمیشہ ہمیشہ نعمتوں میں رہے گا اس کو کسی

قسم کی مشقت اور تنگی نہیں آئے گی اس کے کپڑے پرانے نہیں ہوں گے اوراس کی جوانی بھی ختم نہیں ہوگی۔

فائدہ

یہ حدیث پاک نیکوکاروں کے لئے بڑی خوشخبری ہے جنتی ہمیشہ ہمیشہ کی نعمت میں ہوں گے ان کو کسی قسم کی کوئی مشقت دشواری اور تکلیف لاحق نہ ہوگی حتیٰ کہ ان کو بڑھاپے کی تکلیفوں سے بھی نجات مل جائے گی اوران کی جوانی کبھی ختم نہیں ہوگی۔

(۴)کان شباب من الانصار سبعین رجلا یقال لھم القراء،قال کانوا یکونون فی المسجد ناء ذا امسوا انتحوا ناحیۃ من المدینۃ فیتدارسون ویصلون یحسب اھلوھم انھم فی المسجد،ویحسب اھل المسجد انھم فی اھلیھم حتیٰ اذا کانوا فی وجہ الصبح استعذبوا من الماء واحتطبوا من الحطب فجاء وابہ الیٰ حجرۃ رسول اللہ ﷺ فبعثھم النبی ﷺ جمیعا فاصیبوا لیوم بئر معونۃ فدعا النبی ﷺ علیٰ قتلتھم خمسۃ عشر یوما فی صلاۃ الغداۃ۔(مسند احمد)

انصار میں ایسے ستر نوجوان تھے جن کو قراء کہا جاتا تھا راوی کہتے ہیں دن بھر مسجد میں عبادت کرتے شام کو چھپ کر مدینہ پاک کے نواحی علاقے میں جا کر درس وتدریس میں مشغول ہوجاتے اور نمازیں پڑھتے تھے،ان کے گھر والے سمجھتے تھے کہ وہ مسجد میں ہوں گے اوراہل مسجد یہ سمجھتے تھے کہ وہ گھر پر ہوں گے حتیٰ کہ جب صبح ہونے کے قریب ہوتی تو وہ میٹھا پانی اور جلانے کی لکڑیوں کی تلاش میں لگ جاتے اور مہیا کرکے آنحضرت ﷺ کے حجرے میں رکھ دیتے،ان تمام خدمتگار اور عابد وزاہد نوجوانوں کو نبی کریم ﷺ نے تعلیم قرآن پاک کی غرض سے معلم بنا کر بھیج دیا لیکن جن کے پاس بھیجا تھا انہوں نے دھوکہ دیا اوران سب کو مقام بئر معونہ میں شہید کردیا تو نبی کریم ﷺ نے ان (چہیتے نوجوانوں) کے قاتلوں کے لئے مسلسل پندرہ روز تک صبح کی نماز کے بعد بددعا فرمائی۔

فائدہ

اس سے اندازہ لگایئے اس زمانہ کے نوجوانوں کی دن بھر کی کیا مشغولیات تھیں وہ تو نبی پاک ﷺ

کے پروانے تھے دن رات ان کے لئے برابر تھی اللہ رب العزت کی عبادت اور نبی پاک ﷺ کی خدمت میں گذار دیتے ،اسی بنا پر آنحضرت ﷺ کو بھی ان سے اس قدر تعلق اور محبت تھی کہ ان کی شہادت پر آپ نے مسلسل پندرہ یوم تک قاتلوں کے لئے بدعا فرمائی ،آج بھی اگر نوجوان تبلیغ دین اور اللہ اور اس کے رسول کی رضامندی والے کاموں کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیں تو اللہ پاک ان سے اسی طرح خوش ہوگا اور نبی پاک ﷺ کی روح مبارک اتنی ہی خوش ہوگی کیونکہ احادیث میں آتا ہے کہ اس امت کے تمام اعمال نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔

(۵)عن عبد الله بن عمرو قال جمعت القرآن فقرأته كله في ليلة فقال رسول الله ﷺ انی اخشیٰ ان یطول علیک الزمان وأن تمل فاقرأه فی شهر فقلت وعنی استمتع من قوتی وشبابی قال فقرأه فی سبع ،قلت دعنی استمتع من قوتی وشبابی فأبی (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے جب قرآن پاک جمع کیا تو پورا قرآن پاک ایک رات میں تلاوت کیا کرتا تھا اس پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تمہاری مدت حیات طویل ہوئی تو تم اس معمول سے دل برداشتہ ہو جاؤ گے اس لئے تم ایک مہینے میں قرآن پاک ختم کیا کرو میں نے عرض کیا، مجھے میری قوت وجوانی سے فائدہ اٹھانے (کی اجازت) دیجیے، آپ نے فرمایا اچھا (اگر تم میں طاقت ہے) تو دس روز میں ایک قرآن پاک ختم کرلیا کرو، میں نے عرض کیا مجھے میری قوت و جوانی سے فائدہ اٹھانے دیجیے آپ نے فرمایا اچھا تو ایک قرآن پاک ایک ہفتہ میں ختم کرلیا کرو، میں نے عرض کیا مجھے میری قوت وجوانی سے (اور زیادہ فائدہ) اٹھانے دیجیے لیکن (اس سے زیادہ کم مدت میں پورا قرآن پاک ختم کرنے سے آپ نے) منع فرمایا۔

فائدہ

ان نوجوان صحابی کے دین سے تعلق اور لگاؤ کا اندازہ فرمائیے، جوانی کا عالم ہے کھیل کود کا زمانہ ہے لیکن دین سے اتنا تعلق ہے کہ کوئی بات بھلی معلوم نہیں ہوتی ساری شب قرآن پاک کی تلاوت کا جذبہ

ہے لیکن رحمت عالم ﷺ نے ان کی مشقت ومحنت بھانپ لی، آپ ﷺ کو اندیشہ تھا کہ اس جوانی کے عالم میں اگر اتنی زیادہ مشقت برداشت کی تو انسان ہی تو ہے، کہیں ایسا نہ ہو کچھ دنوں بعد دل برداشتہ ہو جائے آپ نے ان کو اعتدال کی راہ دکھلائی کیونکہ دین میں سختی اور تکلیف مالا یطاق نہیں، آخر کار سات روز سے کم میں قرآن پاک ختم کرنے کی اجازت نہ دی ،فقہاء نے اسی مدت کو پسندیدہ قرار دیا ہے اگرچہ بعض صورتوں میں تین دن کی مدت میں بھی قرآن پاک ختم کرنے کی اجازت دی ہے اور اس سے کم مدت کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے قرآن پاک کا حق اور ادب یہ ہے کہ اس کو ٹھیر ٹھیر کر ادب واحترام سے توجہ واشتیاق سے پڑھا جائے

(۶)عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال سبعة يظلهم الله فی ظله يوم لاظل الا ظله ،امام عادل وشاب نشأ فی عبادة الله عز وجل،ورجل قلبه معلق بالمساجد ،ورجلان تحابا فی الله ،اجتمعا علیه وتفرقا علیه ،ورجل دعته امرأت ذات حسن وجمال فقال انی اخاف الله رب العالمین ورجل تصدق بصدقة فأخفاها حتی لاتعلم شماله ما تنفق یمینه ،ورجل ذكر الله خالیا ففاضت عیناه (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ،سات ایسے آدمی ہوں گے جن کو اللہ رب العزت قیامت کے روز سایہ میں رکھے گا جب کہ دوسرا کوئی سایہ نہ ہوگا وہ بادشاہ جو عدل وانصاف کرتا ہو وہ نوجوان جو اپنی جوانی سے ہی اللہ کی عبادت میں لگ گیا ہو، وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا ہو، وہ دو آدمی جنہیں محض اللہ کی خاطر محبت ہو وہ اسی بنا پر آپس میں ملتے ہوں اور اسی پر جدا ہوتے ہوں، وہ شخص جس کو کسی حسین وجمیل عورت نے گناہ کی دعوت دی ہو اور اس نے کہہ دیا ہو کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، وہ شخص جس نے اتنی پوشیدگی سے صدقہ دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا، وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکلے۔

فائدہ

قیامت کے دن عرش الٰہی کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا ،اللہ کی مخلوق گرمی کی شدت اور سورج کی

حرارت سے تڑپ رہی ہوگی دل پگھل جائیں گے ہر شخص اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ڈوبا ہوا ہوگا کوئی گھٹنوں تک کوئی کمر تک کوئی سینے تک کوئی گلے تک کوئی سر تک ایسی نفسا نفسی پریشانی، وسراسیمگی کے عالم میں اللہ پاک جن خوش بختوں کو اپنے خاص فضل اور اپنی رحمت خاصہ سے اپنے پاک عرش کے سایہ میں پناہ عطا فرمائیں گے، ان میں سے سات قسم کے لوگوں کا ذکر اس حدیث میں فرمایا دراصل یہ ان سات اعمال کی برکات ہیں عدل وانصاف، مسجد سے قلبی لگاؤ، للہ فی اللہ محبت، عفت و پاکدامنی، صدقہ میں اخلاص، خلوت میں اللہ کو یاد کر کے رونا اور جوانی کے زمانہ ہی سے اللہ تعالیٰ کی بندگی میں فنا ہو جانا۔

یہ سات اعمال اللہ کو بہت ہی محبوب ہیں اس حدیث پاک میں ان نوجوانوں کے لئے جس نے اپنی جوانی سے ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت شروع کردی ہو کتنی بڑی خوش خبری ہے حقیقت یہ ہے کہ جوانی کی عبادت کا بڑا درجہ ہے جب کہ شیطان اس عمر میں نوجوان کو بہکانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے اور اس عمر میں شیطان سے حفاظت بڑی مشکل ہوتی ہے، لیکن جو نیکی کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو استقامت عطا فرماتا ہے اور پھر دین پر چلنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے، کاش نوجوان اپنی اس قیمتی جوانی اور وقت کی قدر کرلیں۔

یہاں یہ بات عرض کرنا ضروری ہے کہ یوں تو اللہ پاک جس وقت چاہے توفیق وسعادت سے نواز دیں مگر عام طور پر انسان اور خصوصا نوجوان اپنے ماحول سے بگڑتا بنتا ہے، اس لئے نوجوانوں کا فرض ہے کہ آغاز جوانی سے ہی برے ماحول سے کنارہ کشی کریں اور کچھ وقت کسی دینی ماحول میں گذار کر اپنے گھر اور اپنے محلے میں دینی ماحول اور دینی فضا بنانے پر محنت کریں۔

مولانا عبدالعلی زیارتی

شادی بیاہ کے سلسلے میں چند معروضات

(۱) اسلام میں آزاد انسان کی بیع نہیں ہوسکتی، چاہے انسان پر کتنی ہی غربت اور تکلیف کیوں نہ آجائے، اسی طرح دختر فروشی بھی اسلام میں حرام ہے۔ لیکن آج کل شادی کے نام پر لڑکیوں (دلہنوں) کو بیچا جاتا ہے، چونکہ بیچنے والے کو پیسہ سے کام ہوتا ہے اس لئے دلہا کے دین، عمر اور اخلاق کو بالکل نہیں دیکھتے، آج کل دختر فروشی کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ صاف قیمت تو طے نہیں کرتے، لیکن یہ کہتے ہیں کہ لڑکی کی شادی پر ہمارا اتنا خرچہ آئے گا، یہ سارا خرچہ تمہیں دینا پڑے گا۔

اسلام کہتا ہے کہ لڑکی والے جتنی وسعت رکھتے ہیں، اس میں لڑکی کی شادی کر دیں، دلہا والوں سے خرچ نہیں لے سکتے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ لڑکی کا نکاح کر دیا، نکاح کے بعد داماد سے چیزیں لینی شروع کر دیں اور بعض دفعہ داماد سے بغیر عوض کے خدمت لی جاتی ہے۔ تمام آئمہ لکھتے ہیں، کہ شادی کے موقع پر داماد سے جو کچھ لیا جائے گا، یہ سب چیزیں حرام اور رشوت میں داخل ہیں، ہاں داماد صلہ رحمی کے طور پر کچھ اپنے سسرال کے لئے دیئے سکتا ہے، شرعی حکم ملاحظہ کیجئے (شامی) وقال فی الهندیہ "**لایجوز لاب البنت اخذ من الخاطب شیئاً لانه رشوة حرام**" شامی کی ایک عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ لڑکی کی وجہ سے سسر اپنے داماد سے جو کچھ لیتا ہے، وہ حرام مال ہے اگر چہ وہ اپنی خوشی سے کیوں نہ دیں۔ اگر لینے پر داماد مجبور کریں تو یہ مال اسے واپس کرنا ہوگا۔ عالمگیری کی ایک عبارت کا ترجمہ یہ ہے لڑکی کے باپ کو یہ درست نہیں ہے کہ

شادی کے وقت اپنے داماد سے کچھ لینے کا مطالبہ کریں ایسا مال حرام اور رشوت میں داخل ہے یہ بحث تو عورت کے معاوضے سے متعلق ہے۔

(۲) وٹہ سٹہ کا نکاح

یعنی ایک لڑکی کے عوض دوسری لڑکی دینا، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں "لاشعار فی الاسلام" اکثر صحابہؓ اور اہل علم وٹہ سٹہ کے نکاح کو ناجائز کہتے ہیں، احناف یہ شرط لگاتے ہیں کہ اگر دونوں طرف سے حق مہر مقرر ہو تو نکاح درست ہے لیکن عام طور پر اس قسم کے نکاح میں بہت سے مفاسد ہیں جس کی وجہ سے احتیاط لازمی ہے کیونکہ ایک چیز تو اکثر مشاہدہ میں آتی ہے کہ ایک لڑکی کو اگر شرعی قصور پر طلاق دی جائے، تو دوسری طرف سے بلا وجہ طلاق دے دیتے ہیں یا جبراً یا تنسیخ قانون سے طلاق کرا لیتے ہیں، اسی وجہ سے نبی علیہ السلام نے اس کو منع فرمایا ہے، اس قسم کے نکاح میں بہت سی قباحتیں اور بھی ہیں۔

(۳) ولیمہ سنت ہے

شرعاً ولیمہ کھانے میں کوئی چیز مقرر نہیں ہے وسعت کے مطابق جتنا چاہے کھلائے۔ دور نبوی ﷺ میں کھجور اور ستو کھلائے جاتے تھے۔ وسعت والے دنبے اور بکرے بھی ذبح کر دیتے تھے، کھلانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اس میں کسی کا امتیاز نہ کیا جائے۔ غریبوں کو دھکے نہ دیئے جائیں، جس ولیمہ میں غریب کی تحقیر کی جائے، حدیث مبارک میں آتا ہے ایسا ولیمہ فخر و نمود کا کھانا ہے اس میں شریک ہونا درست نہیں لڑکی والے بھی اپنے مہمانوں کی ضیافت کر سکتے ہیں، ولیمہ میں مختصر جماعت ہو فضول خرچی اور اسراف سے منع کیا گیا ہے۔

(۴) جہیز کی رسم

ہندو مذہب میں رواج تھا کہ لڑکیوں کو میراث نہیں دیتے تھے، اس کے بدلے میں انہوں نے شادی کے جوڑے زیورات اور دوسری اشیاء مقرر کر دی۔ اس طرح یہ رسم مسلمانوں میں بھی داخل ہو گئی، اب حال یہ ہے کہ جب تک جہیز پورا نہ کیا جائے، جوان لڑکیاں گھروں میں بند کر دی جاتی ہیں، بعض لڑکیاں

جوانی کی عمر کھو بیٹھتی ہیں بعض جگہ جہیز کے کپڑے جوڑے وغیرہ اٹھا اٹھا کر برادری والوں کو دکھا دیتے ہیں۔ یہ غیرت اور وقار کے خلاف ہے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عائشہؓ کو جہیز میں کیا دیا تھا؟ اعانت اور صلح رحمی کے طور پر اپنی وسعت کے مطابق اپنی لڑکی کو جو کچھ دیں، صندوق میں بند کر کے دیں، حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ شادی کے چند دنوں بعد لڑکی کے گھر سامان پہنچا دیں۔ برادری کی تشہیر اور تعریف سے بھی بچ جائیں گے جو کچھ لڑکی کو ملے گا، وہ لڑکی کی حقیقی ملکیت میں داخل ہو جائے گا۔

نکاح

صحابہ کرامؓ اپنی اولادوں کا نکاح خود پڑھ لیتے تھے، نکاح پڑھانے والے کو اجرت میں کوئی چیز دینا ضروری نہیں، یہ ایک نیکی کا کام ہے، دلہن کے پاس جو قبول و ایجاب کے لئے آدمی بھیجے جاتے ہیں وہ غیر محرم نہ ہو۔ نکاح میں خطبہ پڑھنا مستحب امر ہے بغیر خطبہ کے بھی نکاح ہو جاتا ہے۔

(۶) شادی میں ناچ باجے کا حکم

"اعلنوهذا النكاح وجعلوه فی المساجد وضرب عليه بالدفوف" (ترمذی) اس کا مطلب ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پوشیدہ نکاح کرنے سے منع فرمایا تھا اور رسم کا علاج اسی طرح فرمایا، کہ نکاح کے ساتھ اعلان بھی کیا جائے، اگرچہ وہ اعلان دف کے ساتھ کیوں نہ ہو، حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے زمانے میں سختی سے حکم جاری کیا تھا، کہ ہر نکاح میں تشہیر لازمی ہے۔ (کشف الغمہ ج ۱ص ۱۲۶) پہلے دور میں یہی دف استعمال ہوتا تھا، اس دور میں اعلان کے ہزاروں ذرائع پیدا ہو گئے ہیں، جس سے تشہیر ہو سکتی ہے، شادیوں پر جتنی فحاشی کے گانے اور باجے وغیرہ بجائے جاتے ہیں، ناجائز ہونے کے علاوہ اخلاق پر اس کا اثر پڑ رہا ہے۔ بعض ناسمجھ لوگ کہتے ہیں کہ گانے اور رقص وغیرہ ہماری ثقافت ہے حالانکہ یہ ثقافت نہیں بے حیائی ہے اسلام میں گانا بجانا حرام ہے اس سے لذت حاصل کرنا کفر ہے۔

(۷) حق مہر

حق مہر دینے کی صورت یہ ہے کہ نکاح کے وقت اس مال پر عورت کا قبضہ بھی کرا دیا جائے۔ ابوداؤد

میں ہے کہ جب تک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حق مہر ادا نہیں کیا تھا، نبی علیہ السلام نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی نہیں کی تھی، ہاں عذر سے بعد میں بھی دے سکتا ہے بعض والدین لڑکی کا حق مہر خود کھا جاتے ہیں جو بالکل ناجائز ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو عورت کا حق مہر کھا جائے، یا اس میں کسی قسم کا دھوکہ دے، قیامت کے دن زانی ہو کر اٹھے گا (ترغیب) مطلب یہ ہے کہ حق مہر صرف عورت کا حق ہے عورت کو دینا چاہیے، سامان وغیرہ حق مہر کا خرچ کرنا درست نہیں جیسا کہ ہمارے علاقے میں دستور ہے کہ حق مہر شوہر خود کھا جاتا ہے۔

بارات کا لشکر

دولہا والے خواہ دور ہوں یا نزدیک بارات کو ایک لشکر کی صورت میں بڑی دھوم دھام سے لے جاتے ہیں، آگے باجے ڈھول وغیرہ ہوتے ہیں پیچھے دلہن ہوتی ہے ہمارے علاقہ میں ایک اور فضول دستور ہے کہ شادی تو خالہ کی ہوتی ہے لیکن ماموں بے چارہ لڑکی کو دعوت کرتا ہے، اس دعوت میں انتارش ہوتا ہے کہ ماما غریب کا کافی نقصان ہو جاتا ہے۔ اگر دلہن دو تین عورتوں کے ساتھ ماموں کے گھر جائیں تو گنجائش ہے لیکن شادی میں جو عورتیں آئیں ہوں لڑکی یعنی دلہن کے ساتھ روٹی کھانے آ جاتی ہے۔

حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ اگلے وقت میں راستے پر امن نہ تھے، راہزن، ڈاکو مسافروں کو لوٹ لیتے تھے، اس لئے جب کسی کی شادی ہوتی تھی، حفاظت کے لئے کافی آدمی ساتھ ہو جاتے تھے تاکہ حفاظت سے دلہن لے کر واپس آ سکے، یہ رسم مسلمانوں میں داخل ہوگئی کہ دلہن کے ساتھ لشکر چلا جاتا ہے۔

محترم دوستو!

بارات لے جانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آدمی کم ہو راستے میں دستور علاقہ اور رواجات جاہلانہ سے اجتناب کریں، پہلے دلہن والوں سے کہہ دیں کہ ہم اتنے آدمی آئیں گے تاکہ ان پر بوجھ نہ ہو۔

بالغ ہونے پر جلدی شادی کرنے کا حکم

شادی میں تاخیر کرنے کا جتنے بھی اخلاقی اور جسمانی مفاسد کا صدور ہوگا، اس کی تمام تر ذمہ داری

اس کے والدین اور سرپرست پر عائد ہوگی، نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر تاخیر کی وجہ سے لڑکی گناہ کی مرتکب ہوگئی تو اس گناہ کا وبال اس کے باپ پر ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

مشہور صوفی بزرگ حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں،

پانچ کاموں میں جلدی کرنا بڑا ثواب ہے

(۱) مہمان کو کھانا کھلانے میں	(۲) میت کے دفنانے میں
(۳) بالغ کی شادی کرنے میں	(۴) قرض ادا کرنے میں

(۵) گناہوں سے توبہ کرنے میں۔ (الابداع ص ۲۴۳)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

''شادی نہ کرنے سے وسواس کا وہم، جنون اور مرگی کا مرض پیدا ہوتا ہے'' (زاد المعاد ج ۲ ص ۳۵)

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

''مادہ تولید کی زیادتی کی وجہ سے بخارات دماغ کی طرف چڑھتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خوبصورت عورتوں کے دیکھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ عورتوں کی محبت بیٹھ جاتی ہے اور زنا کے لئے یہی محبت ابھارتی ہے''۔ (حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۳۵۸)

نفیسی ص ۴۱۳ جو طب کی مشہور کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ ''شادی نہ کرنے کی وجہ سے غشی اور مرگی دوسری قسم کی بیماریاں پھیلتی ہیں''۔

محدث ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ

''اگر خام صوفیہ جنہوں نے ترک دنیا کے مجاہدے میں اپنے آپ کو شادی سے ناامید کر دیا، جب جنسی تقاضے نے اس کو مضطرب کیا تو ان کی یہ حالت ہوگئی کہ خوبصورت لڑکوں کی صحبت سے راحت حاصل کرنے لگے''۔ (تلبیس ابلیس ص ۳۶۸)

شیخ صاحب کا تقدس دیکھئے میکدے کے موڑ پر پائے گئے

محترم قارئین

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت یعنی نکاح میں کتنے سارے امراض اور بیماریوں کا دفعیہ موجود ہے۔

یونانی فلاسفروں سقراط، افلاطون، ارسطو، اطالیس اوران کے علاوہ بھی بہت سوں کی رائے میں شادی صحت انسانی کے لئے نہایت ضروری چیز ہے۔

مشہورِ زمانہ حکیم جالینوس نے لکھا ہے کہ شباب میں تجرد سے معدہ خراب ہوجاتا ہے۔

(مسرت از دواج ص ۳۴)

ہمارے بزرگان دین فرماتے ہیں شادی ہوتو سنت طریقہ پر ہواور سادی ہو یعنی فضول اخراجات سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

بریداحمد نعمانی

مطالعہ کی کمی

”میں کیسے سوسکتا ہوں؟ جبکہ عام مسلمان ہم پر تکیہ کرکے آرام کرتے ہیں اور اپنے مسائل ومعاملات کی گرہ کشائی اور دینی وشرعی راہنمائی کے لیے ہم پر اعتماد کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر میں بھی محوِ خواب ہوجاؤں تو دین کے ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔“

مندرجہ بالا قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مایہ ناز شاگرد امام محمد رحمہ اللہ کا ہے۔ گردش روز وشب کی اتھل پتھل نے ہمتوں کو پست اور قوی کو کمزور بنادیا ہے۔ انحطاط پذیری کی اس فضا میں پختہ کاری کا جوہر مضمحل ہوتا جارہا ہے۔ قوت استدلال، نکتہ شناسی اور نکتہ آفرینی کے سمندر میں مطالعہ وتحقیق کے موتی کمیاب بلکہ نایاب ہوتے جارہے ہیں۔ عوام کی بات برطرف، خواص کے طبقے میں شمار کیا جانے والے طلبہ علوم دینیہ کا حلقہ، تحقیق وجستجو، عرق ریزی ودلسوزی اور جزرسی وباریک بینی جیسے عنوانات سے ناآشنا ونامانوس ہوتا جارہا ہے۔ وجوہات واسباب کیا ہیں؟ اس روگِ کم ہمتی، کم مائیگی اور سہل انگاری کا مداوا کیا ہے؟ ”گلستان مطالعہ“ سے عدم رغبت والتفات اور تباعد طبع کا تدارک کس طور وصورت کیا جانا ممکن ہے؟ آیئے! عبارات اکابر کی روشنی میں ان غور طلب سوالات کے تسلی بخش جوابات تلاش کرتے ہیں۔

مطالعہ سے عدم دلچسپی وبے رغبتی کا ایک بڑا عذر لنگ یہ ہوتا ہے: ”جی نہیں لگتا“۔ اس بابت

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں: ''رہا جی نہ لگنا سو میں کہتا ہوں کہ یہ صرف حیلہ ہے اور لاپرواہی کی دلیل ہے ورنہ جناب اگر کسی پر مقدمہ فوج داری کا قائم ہو جائے اور وہ سن لے کہ قانون میں کوئی نظیر میرے لئے مفید ہے تو اگرچہ قانون کے دیکھنے میں جی نہ لگے بلکہ سمجھ میں بھی نہ آئے مگر جان مارے گا اور دیکھے گا، اس وقت یہ نہ ہوگا کہ بجائے قانون کے کوئی اور دلچسپ چیز مثلاً الف لیلیٰ (یا کوئی اور ناول) لے کے بیٹھے۔ اس وقت تو دل کو لگی ہوگی۔'' ساتھ ہی ساتھ مطالعہ کی اہمیت سے ناواقفیت اور کتب بینی کے ذوق وشوق کا فقدان بھی چمنستان علم وتحقیق کی نوردی سے مانع نظر آتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ استعداد وصلاحیت کی منزل تک پہنچنے کی پہلی سیڑھی بلاشبہ مطالعہ کتب ہے۔ اس کی مشاہداتی مثال دیتے ہوئے حکم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مطالعہ کی برکت سے استعداد اور فہم پیدا ہوتا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کپڑا رنگنے کے لئے پہلے اس کو دھویا جاتا ہے، پھر رنگ کے مٹکے میں ڈالا جاتا ہے اور اگر پہلے نہ دھویا جائے تو کپڑے پر داغ پڑ جاتے ہیں اسی طرح مطالعہ نہ کیا جائے تو مضمون بھی اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتا''۔

درحقیقت ''زمانہ تعلم'' میں اگر مطالعہ کی رغبت، اشتیاق اور میلان بیدار ہوگیا تو ساری زندگی کے لئے متاع بے بہا ہاتھ آجاتا ہے، وگرنہ عمر بھر یہ ذوق کارآمد پیدا نہیں ہو پاتا۔ کتاب سے بعد کو قرب میں بدلنے کے لئے، احساس اجنبیت کو اپنائیت کے رنگ میں منقلب کرنے کے لئے اور ذہن وقلب کو روحانی بالیدگی کا سامان بہم پہنچانے کے لئے ضروری ہے، اکابر واسلاف کے نصیحت آموز حالات وواقعات کو چشم قلب سے پڑھا جائے۔ رفتہ رفتہ طبعیت کی ساخت اس سانچے میں ڈھلتی چلی جاتی ہے۔ غور وفکر کے نئے نئے دریچے وا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ احساس وشعور پر علم وعمل کے نو بہ نو باب کھلتے جاتے ہیں۔ بالآخر ''نقوشِ رفتگاں'' میں کتب بینی کی عظمت، اہمیت اور افادیت کا گوہر آبدار ہاتھ آجاتا ہے۔

رہا یہ سوال کہ مطالعہ کو کارآمد کیسے بنایا جاتا ہے؟ اُس سے حاصل ہونے والے علمی جواہرات کو کیسے محفوظ کیا جائے؟ تحریر کی معنویت سے بھرپور استفادہ کیوں کر ممکن ہوسکتا ہے؟ تو جناب مَن! اس کے

لئے ضروری ہے کہ بوقت مطالعہ ذہن کو تفکرات اور انتشار فکر سے بچا کر مکمل طور پر حاضر رکھا جائے، تاکہ ''کتاب خوانی'' محض پڑھنے تک محدود نہ ہو بلکہ عبارت کا مطلب ومفہوم بھی ذہن نشین کرنے کی سعی وکوشش ہو۔ دوم، قبل از مطالعہ ''قلم وقرطاس'' کا پاس ہونا حاصل مطالعہ کو پختہ، محفوظ اور مفید بنانے کا بنیادی اور کلیدی عنصر ہے۔ دوران مطالعہ ''اہم اور اہم تر'' کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اہم عبارات، بنیادی باتوں اور عمدہ نکتوں کو نشان زد کرلیا جائے۔ سوم، پسندیدہ ابحاث، قابل ذکر عنوانات، ادبی لطائف واشعار اور سیرت وسوانح کے متاثر کن واقعات سمیت ہر وہ بات ونکتہ جو پہلی نظر میں دل ودماغ کے تاروں کو ہلادے اس کو نوٹ کرنے کے لئے الگ بیاض ترتیب دی جائے۔ جس سے آگے چل کر علمی وعملی زندگی میں بھرپور استفادہ وراہنمائی لینا سہل وآسان ہے۔

یہ امر محتاج دلیل نہیں ہے کہ شوق مطالعہ کی کمی اور کمزوری طالب علم دین کے لئے سخت مضر اور سم قاتل ہے۔ بلند فکری، وسعت علمی اور تعمق نظری کے نظریاتی اور فکری اسلحہ سے تہی دستی امت کے مستقبل کے نگہبانوں اور پاسبانوں کا شعار نہیں۔ ''عشق کتاب'' کے اس سفر میں جاں سوزی اور بلاکوشی اٹھائے بغیر ملت کی سیادت وقیادت کے فرائض سے عہدہ برآں ہونا کار محال ہے۔

بقول مولانا اسعد اللہ صاحب ناظم مظاہر العلوم:

انسان کو بناتا ہے اکمل مطالعہ
ہے چشم دل کے واسطے کاجل مطالعہ
ناقص تمام عمر وہ رہتے ہیں علم سے
ہوتا نہیں ہے جن کا مکمل مطالعہ
کھلتے ہیں راز علم کے انہی کے قلوب پر
جو دیکھتے ہیں دل سے مسلسل مطالعہ

جمعۃ المبارک سوال جواب کی نشست سے

آپ کے مسائل کا فقہی حل

مسئلہ دین اسلام میں لے پالک (کسی بچہ کو گود لینا) کی کیا حیثیت ہے؟

ج ''ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاهِکُمْ ''(احزاب آیت ۴) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ سب باتیں ہیں جو تم کرتے ہو، زبانی خرچ ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے، خلافِ شرع بات ہے اور اس کے بہت سے نقصانات ہیں۔

مسئلہ جمعہ کے دن جو سنتیں پڑھی جاتی ہیں جمعہ کے فرائض کے بعد ان پر ظہر کی نیت کی جائے یا جمعہ کی؟

ج جمعہ کی ہی سنتوں کی نیت کی جائے، عام ایام میں ظہر کی نیت کی جائے گی۔

مسئلہ مُردوں کے لئے سب سے بہترین عمل کیا ہے جس کا ثواب ان کو پہنچے ؟

ج مال خرچ کرنا، فقراء اور مساکین میں پیسے، کپڑے اور اناج راشن وغیرہ تقسیم کرنا، کھانا پکوا کر ان میں تقسیم کرنا۔

مسئلہ دوسری رکعت سے پہلی رکعت کو طویل کرنا کیسا ہے ؟

ج اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اس عمل کو عادت نہ بنایا جائے۔

مسئلہ روح القدس کس کے لئے استعمال کیا گیا ہے، عیسائی اپنی کتابوں میں حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کے لئے استعمال کرتے ہیں؟

ج عیسائی غلط کہتے ہیں، روح القدس حضرت جبرئیل علیہ السلام کے لئے استعمال ہوا ہے ''وایدناہ بروح القدس '' قرآن کریم میں خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے کہ ہم نے ان کی مدد کے لئے جبرئیل کو بھیجا تھا۔

مسئلہ کیا یہ روایت درست ہے کہ کھانے کے بعد نمک چکھنا سنت ہے؟

ج ایسی کسی روایت کا مجھے پتہ نہیں ہے، یہ صوفیاء کی من گھڑت روایت ہے۔

مسئلہ اگر رکوع میں سجدہ کی تسبیح پڑھ لی اور یاد آنے پر رکوع کی بھی پڑھ لی تو کیا ایسی صورت میں سجدہ سہو کرنا پڑیگا؟

ج نہیں، سجدۂ سہو کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ کمپیوٹر یا کیسٹ میں جو تلاوت سنی جاتی ہے اس میں اگر آیتِ سجدہ آجائے تو کیا سجدہ کرنا واجب ہے؟

ج جی نہیں، جو تلاوت کمپیوٹر یا کیسٹ C.D میں سنی گئی اس کی آیتِ سجدہ پر سجدہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ کیا گنجا ہونا سنت ہے؟

ج جی نہیں، اصل سنت بال رکھنا ہے، جنابِ نبی کریم ﷺ پوری زندگی میں علاوہ عمرہ اور حج کے کبھی بھی بغیر بالوں کے نہیں دیکھے گئے۔

مسئلہ اکثر مساجد میں گمشدہ چیزوں کا اعلان کیا جاتا ہے، میں نے کسی جگہ پڑھا تھا کہ ایسا کرنا ٹھیک نہیں ہے آپ کی اس میں کیا رائے ہے؟

ج مسجد میں گمشدہ چیزوں کا اعلان کرنا حرام ناجائز ہے، جنابِ نبی کریم ﷺ نے ان کو بددعا دی ہے کہ جو بھی مسجد میں اعلان کرے تو اس کے بارے میں دعا کرو کہ اس کی وہ چیز کبھی بھی نہ ملے'' لان المساجد لم تبنیٰ لھٰذا'' مساجد ان چیزوں کے لئے نہیں بنی ہیں۔

مسئلہ تدفین کے بعد قبر پر سرہانے اور پاؤں کے پاس سورۂ بقرہ اول وآخر پڑھنا کیسا ہے؟

ج ابن عمر کی روایت ہے ترمذی میں ثابت ہے۔

مسئلہ جمعہ کی نماز کے بعد ظہر کے چار فرض پڑھنا کیسا ہے؟

ج غلط بات ہے نماز میں شک پیدا کرنا ہے، ہاں اگر کسی کو جمعہ کی فرض نماز نہیں ملی ہے تو وہ پھر فرض دو نہیں پڑھے گا بلکہ چار پڑھے گا۔ لیکن جمعہ کے فرائض پڑھ کر پھر ظہر کی چار رکعات پڑھنا ٹھیک نہیں۔

مسئلہ شریعت میں موذی جانوروں کو مارنے کا حکم ہے کیا مارنے کے بعد ان کے جراثیم اور اثرات سے بچنے کے لئے انہیں جلایا بھی جاسکتا ہے؟

ج جی نہیں، جلانا ٹھیک نہیں، اگر بہت زیادہ تعفن ہے تو کسی جلتے ہوئے کچرے میں ضمناً ڈال سکتے ہیں عین اس مرے ہوئے جانور کو جلانا ٹھیک نہیں۔

مسئلہ نماز میں اگر کھانسی سے بلغم آگیا اور وہ نگل لیا تو کیا نماز ٹوٹ گئی؟

ج جی نہیں نماز نہیں ٹوٹے گی۔

مسئلہ ایک امام صاحب کی عادت ہے کہ وہ فاتحہ کے بعد اتنا انتظار کرتے ہیں کہ تین بار سبحان اللہ پڑھا جاسکتا ہے؟

ج اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس سے زیادہ وقفہ دینا ٹھیک نہیں۔

مسئلہ کیا عبدالسعید نام رکھنا ٹھیک ہے ؟

ج سعید چونکہ رب العزت کے اسامی میں سے نہیں ہے اس لئے یہ نام رکھنا نامناسب ہے بجائے عبدالسعید کے محمد سعید رکھنا بہتر ہے۔

مسئلہ کیا جمعہ کی رات درس یا وعظ ونصیحت کے لئے خاص کرنا صحابہ کرام سے ثابت ہے؟

ج حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ (بخاری، کتاب العلم ج ۱ ص ۱۶)

مسئلہ اگر کسی شخص نے کسی دوسرے کی طرف سے حج بدل کیا تو کیا اس حج بدل کرنے والے

پر اپنا حج کرنا فرض ہے یا اس کا حج بھی ہوگیا؟

ج جی نہیں اس کا حج نہیں ہوا اس پر اس کا حج بدستور فرض ہے۔

مسئلہ کیا دعا میں اس طرح کے الفاظ کہنا کہ یا اللہ آنحضرت ﷺ کے واسطے میری دعائیں قبول فرما؟

ج ایسا کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ جمعہ کی دوسری اذان کا جواب دینا کیسا ہے؟

ج منع ہے، فتاویٰ شامی میں لکھا ہے کہ اس وقت اذان کا جواب دینا منع ہے۔

مسئلہ خواتین کا گنجا ہونا کیسا ہے؟

ج بہت نامناسبت بات ہے، ہاں اگر کوئی بیماری ایسی سر میں پیدا ہوئی ہے جس کی وجہ سے گنجا ہونا ضروری ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ کچھ لوگوں سے سننے میں آیا ہے کہ جن لوگوں کی قضاء عمری باقی ہے ان لوگوں کو نوافل نہیں پڑھنی چاہئے؟

ج نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے، قضاء نماز تو فرض ہے اس کی ادائیگی ضروری ہے، ساتھ ساتھ نوافل بھی پڑھ لے دونوں الگ چیزیں ہیں ہاں افضل یہ ہے کہ پہلے قضاء نمازوں کو مکمل کرلے۔

مسئلہ کسی کو اگر دعائے قنوت یاد نہ ہو تو وہ کیا پڑھے ؟

ج ”رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار“ (بقرہ ۲۰۱) پڑھ لے، یا سورۂ اخلاص پڑھ لیں، لیکن جلد از جلد دعائے قنوت یاد کرلی جائے۔

مسئلہ کیا مسلمانوں کے قبرستان میں عیسائیوں کو دفن کرسکتے ہیں؟

ج نہیں کرسکتے، اگر غلطی سے دفن کیا گیا تو بعض حضرات کے نزدیک چھوڑ دیا جائے گا، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اسے وہاں سے نکالا جائے گا اور عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔

مسئلہ ایک آدمی مسلمان خاندان کا تھا خود بھی مسلمان تھا لیکن باہر ملک میں زیادہ زندگی گزاری، اس نے یہ وصیت کی کہ مرنے کے بعد میری لاش کو دفنایا نہ جائے بلکہ جلا دیں، ان کے خاندان اور لواحقین نے اس کے کہنے کے مطابق اس کی لاش کو جلا دیا اب اس شخص کا کیا حکم ہے؟

ج مرنے والا کافر مرتد ہے اور پکا جہنمی ہے اور جنہوں نے اُس کی اِس باطل وصیت پر عمل کیا ہے وہ لوگ بھی گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہیں۔

مسئلہ اگر کوئی خاتون اپنے خاوند کے مرنے کے بعد بغیر کسی عذر کے عدت نہ کرے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج عدت کرنا واجب ہے، وہ عورت گناہِ کبیرہ کی مرتکب ہے، گناہِ کبیرہ کا مطلب جیسے زنا کرنا، شراب پینا وغیرہ۔

مسئلہ میں روزگار کے سلسلے میں بہت زیادہ پریشان ہوں آپ کوئی دعا بتائیں؟

ج خوب زیادہ استغفار پڑھیں، اور آیتِ کریمہ کا ورد رکھیں، اس کے علاوہ ''اللھم انی اعوذبک من الھم والحزن ونعوذبک من العجز والکسل ونعوذ بک من الجبن والبخل ونعوذبک من غلبة الدين و قهر الرجال ''بہت ہی مجرب دعا ہے اور اس کا فوری فائدہ ہوتا ہے روزگار کے لئے بھی اور قرض اتارنے کے لئے بھی۔

مسئلہ کیا نمازِ چاشت میں بلند آواز سے تلاوت کی جاسکتی ہے؟

ج نہیں، نمازِ چاشت میں بلند آواز سے تلاوت خلافِ سنت اور مکروہ ہے۔

مسئلہ ایک قاری صاحب کو بچوں کو قرآن پڑھانے کے لئے رکھا ہے کیا ان کو تنخواہ زکوٰۃ کی رقم میں سے دی جاسکتی ہے؟

ج ہرگز نہیں دی جاسکتی، زکوٰۃ فقراء کا ویسے ہی حق ہے، زکوٰۃ کسی کی خدمت کا عوض نہیں بن سکتا اس طرح زکوٰۃ کا جو بھی حصہ کسی خدمت کے عوض میں دیا گیا وہ ادا نہیں ہوا دوبارہ ادا کی جائے گی۔

تبصرۂ کتب

مدیرِ اعلیٰ کے قلم سے

تبصرہ کے لئے کتاب کے دو نسخہ بھیجنا ضروری ہے

کتاب کا نام **نصر الباری شرح اردو صحیح البخاری (مکمل ۱۳ جلدیں)**

مصنف کا نام شیخ الحدیث مولانا عثمان غنی صاحب دامت برکاتھم مظاہر العلوم وقف سہارنپور

ناشر مکتبۃ الشیخ (بہادرآباد کراچی)

حق تعالیٰ شانہ نے قرآن کریم کے بعد جو مقبولیت ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ الجامع الصحیح لابی عبداللہ ''یعنی بخاری شریف کو نصیب فرمائی ہے اس کی نظیر پورے عالم میں نہیں ہے اور یہ جہاں آنحضرت ﷺ کا معجزہ، دنیاء اسلام کی صداقتوں کا کرشمہ ہے وہاں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مثالی اخلاص بھی ہے۔

ایک اندازے کے مطابق بخاری شریف کی سات سو پچاس سے زیادہ شروح چھوٹی بڑی، پوری ادھوری، مختلف زبانوں میں لکھی گئیں ہیں۔

چنانچہ اسی رنگ کا ایک انداز ہے کہ موجودہ دور میں ہر چھوٹا بڑا مدرس جب چاہے اور جس طرح چاہے تین چار اردو کی شروحات سامنے رکھ کر اپنی ایک شرح داغ دیتا ہے، اس کے لئے نہ راسخ علم کی

ضرورت ہے، نہ منفرد تحقیق کی چنداں حاجت اور نہ مشکل مواطن سے سروکار رکھنا یا بخاری کے مہمات کے حل کرنے کی طرف توجہ کرنا۔ یہ تمام علوم اب بالائے طاق ہو چکے ہیں اب بخاری اور ترمذی، نایاب صحیح مسلم کی اردو شروح برسات کے سیلاب کی طرح یا ٹڈی دل کی طرح آ نموجود ہو رہی ہیں۔

بس کنم خود زیرکاں ایں بس است

مگر بے احتیاطی کی رو میں اور تحقیق و تدقیق کی وادئ کارزار میں سروکار نہ رکھنے والوں کی اس وادئ خاردار میں کچھ حضرات اب بھی سلف کا نمونہ اور تحقیق کے شاہکار اور علوم کے دقائق حل کرنے کے ساتھ برسرپیکار ہیں اور بہت عمدہ اور اعلیٰ ترجمہ اور تشریح کے ساتھ بڑی محنت شاقہ اور جہد مسلسل کے ساتھ کامیاب شروح لکھ چکے ہیں۔

چنانچہ اس زریں سلسلے کا ایک یاقوت قیّمہ "نصر الباری شرح اردو صحیح البخاری" جو ۱۳ ضخیم جلدوں میں ہے، بخاری شریف کے اہم مہم مقامات کے حل کرنے میں مثالی داد و تحسین کی مستحق ہے۔ کتاب ضخامت میں طویل، تحقیق میں اور شروح کے مقابلہ میں دائرۃ المعارف اور مسلک اور مشرب کی یقین اور تسدید میں طائفۂ منصورہ کا آئینہ دار ہے اور کیوں نہ ہو جب اس کے مصنف شیخ العرب والعجم صدر المدرسین دار العلوم دیوبند حضرت اقدس مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیسے نابغۂ وقت کے شاگرد رشید اور تلو دیوبند مظاہر العلوم کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عثمان صاحب دامت برکاتہم جیسے لائق تشکر و آفرین اور تحسین کی حامل ہستی کی جمع کردہ ہے۔

کتاب کو دیکھنے کے بعد خوشی ہوئی، ابتداء ہی میں ص ۴۹ پر "ختم بخاری کے برکات" کے عنوان کے تحت درج ہے

"علماءِ کبار نے بارہا تجربہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ کوئی بڑی مصیبت یا مشکل پیش آئے اور اس کے حل کے لئے بخاری شریف کا ختم کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس مشکل کو آسان فرما دیتے ہیں"

اس عاجز و فقیر کی بھی عرصہ دراز سے یہی رائے اور عمل ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اہم مہم

معاملات میں ختم بخاری تیر بہدف ثابت ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے لوگوں کی اس طرف توجہ دلائی ہے۔

کتاب کی اشاعت کا شرف ہندوستان کے مشہور عالم اور ولی شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی کے گلدستہ کا ایک اور پھول شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب محدث سہارنپوری ثم مہاجر مدنی والمتوفی بہا کے نام پر قائم مکتبۃ الشیخ نے شائع فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ احیاء و اموات سب کو حسب شان اجر و صلہ نصیب فرمائے،

کتاب کا نام خارجی فتنہ مکمل دو جلدیں

مصنف وکیل صحابہ مشہور زمانہ اہل حق عالم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ

ناشر ادارہ مظہر التحقیق، متصل جامع مسجد، ختم نبوت کھاڑک ملتان روڈ

بعض مسائل باوجود واضح ہونے کے بعض کج فکر اور کج ذہنوں کے ہاں بلاوجہ الجھ کر آگے چل کر فتنہ کا روپ اختیار کر لیتے ہیں۔ چنانچہ شہداء کربلا حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کا موقف اہلسنت والجماعت کے یہاں چودہ سال سے ابدنشان رہا ہے اور ان کے حریف یزید کافر تھا یا نہیں اس پر لعنت جائز ہے یا ناجائز؟ یہ مسائل خود محققین اہلسنت کے یہاں بنا بر احتیاط قدرے اختلافی ہے۔ لیکن یزید کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں خطا پر ہونا اور اہلسنت والجماعت کا بالخصوص طائفہ منصورہ علماء دیوبند کا واضح موقف رہا ہے۔

محدث العالم فقیہ وقت شارح بخاری وترمذی استاذنا المکرّم حضرت اقدس مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی مایہ ناز کتاب "معارف السنن شرح ترمذی میں فرماتے ہیں

"ویزید لاریب فی کونه فاسقا" (معارف السنن ج ۶ ص ۸)

اس سلسلے میں بعض بزرگوں سے یا ارادی یا غیر ارادی طور پر خلاف توقع یزیدی خیالات ظاہر

ہوئے۔ چنانچہ ایشاء کا مقتدر ادارہ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں محدث العالم فقیہِ وقت شارح بخاری وترمذی استاذ نا المکرّم حضرت اقدس مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے ادارے میں ایک عالم دین مولانا محمد اسحاق سندیلوی نام کے پائے جاتے تھے جن سے بعض اوقات طلبا کے سامنے بھی بعض شگوفے سرزد ہوئے تھے لیکن حضرت بنوری جیسے فتنوں کے سامنے سد ذوالقرنین کے ہوتے ہوئے سندیلوی صاحب موصوف کچھ زیادہ پر نہ پھیلا سکے، مگر حضرت کے وصال کے بعد سندیلوی صاحب نت نئے نظریات بڑی جدت اور شدت کے ساتھ ابھارنے لگے جن کے تعقب میں اکابر دیوبند کے عقائد اور اعمال کے پاسدار علماء اہلسنت کے سپہ سالار صحابہ کرام کے وکیل حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مرحوم ومغفور نے فرائض منصبی بجالاتے ہوئے سندیلوی صاحب کے یزید پرستی جیسے غلط نظریئے کو رد کرنے کے لئے ان کے تعاقب میں ''خارجی فتنہ'' نامی کتاب لکھی۔

اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے خود جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے ماہنامہ بینات کے مدیر مسئول اور تحقیق وانشاء کے اپنے وقت کے مسلمہ ترجمان حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مرحوم ومغفور نے تبصرہ کی شکل میں ان کی کتاب کا حق ادا کیا جس کے نتیجے میں سندیلوی صاحب کو بنوری ٹاؤن سے جانا پڑا۔'' **والحمد للہ علیٰ ھذا**''

محمد ہمایوں مغل

احسن الاخبار

۲۲ ربیع الاول، ۱۵ فروری بروز بدھ

پنجاب سے حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب مدظلہ حضرت الشیخ دامت برکاتھم سے ملاقات کے لئے جامعہ احسن العلوم تشریف لائے۔ بعدازاں انہوں نے جامعہ کے طلبہ سے خطاب بھی فرمایا۔

۲۳ ربیع الاول، ۱۶ فروری بروز جمعرات

اندرون سندھ کے مشہور ثقافتی شہر ہالہ کے عالم دین حضرت مولانا مفتی خالد ہالوی صاحب حضرت الشیخ مدظلہ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ حضرت والا چونکہ اچھے علمی ذوق کے مالک ہیں اس لئے حضرت الشیخ سے کافی دیر تک مختلف مسائل پر گفتگو فرماتے رہے۔ اسی اثناء میں انہوں نے جامعہ کے مختلف کتب خانوں کا بھی معائنہ کیا اور کتب کو دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے۔

۲۵ ربیع الاول، ۱۸ فروری بروز ہفتہ

جامعہ عربیہ احسن العلوم میں حضرت الشیخ کی نگرانی میں جنابِ نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک کی زیارت جامعہ کے تمام طلبہ کو کراوئی گئی۔ آنحضرت ﷺ کا یہ تبرک حضرت الشیخ کے قدیم تعلق دار اور حضرت کے آبائی وطن ہی سے تعلق رکھنے والے جناب شمس الحق صاحب کے پاس خاندان در خاندان تقریباً ڈیڑھ سو سال سے چلا آرہا ہے۔ اس سے پہلے بھی ایک بار حضرت الشیخ کے فرمانے پر وہ یہ تبرک لیکر جامعہ تشریف

لائے تھے اور اس بار بھی چونکہ حضرت الشیخ مدظلہ کے بخاری کے درس میں جب تبرکات نبوی کا تذکرہ آیا تو حضرت نے طلبہ سے ارشاد فرمایا کہ آپ کو بھی اس کی زیارت ضرور کروائیں گے۔اس موقع پر حضرت الشیخ نے جامعہ کے طلبہ سے اپنے مختصر خطاب میں فرمایا جنابِ نبی کریم ﷺ کے موئے (بال) مبارک جو کہ حجۃ الوداع کے موقع پر تقسیم کئے گئے تھے وہ آج بھی محفوظ ہیں اور یہی آپ ﷺ کی خاتمیت کی دلیل ہے۔امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی بخاری شریف میں اس پر مفصل کلام فرمایا ہے۔اس کے علاوہ حضرت الشیخ نے دو شعر بھی ارشاد فرمائے

لکل نبی فی الانام فضیلة　　وجملتها مجموعة لمحمدی

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضاء داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہاء داری

۲۹ربیع الاول، ۲۲فروری بروز بدھ

حضرت الشیخ، پیرِ طریقت شیخ الحدیث حضرت مولانا اسفندیار خان صاحب دامت برکاتم العالیہ کی عیادت کے لئے صبح کے وقت تشریف لے گئے۔

۲۹ربیع الاول، ۲۲فروری بروز بدھ

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کے مہتمم مولانا مفتی محمد جان نعیمی صاحب حضرت الشیخ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے، انہوں نے جامعہ کے تمام کتب خانوں کی بھی زیارت کی اور حضرت الشیخ کا ذوقِ کتب دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے۔

۲ربیع الثانی، ۲۵فروری بروز بدھ

اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین، قومی دفاع کمیٹی کے رکن جمعیت علماء اسلام صوبہ بلوچستان کے امیر سینیٹر حضرت مولانا محمد خان شیرانی صاحب مدظلہ حضرت الشیخ سے ملاقات کے لئے جامعہ احسن العلوم تشریف لائے، حضرت والا کے ہمراہ مولانا عبدالکریم عابد صاحب اور مولانا قاری شیر افضل بھی تھے۔

٤ ربیع الثانی ۱٤۳۳ھ بمطابق ۲۷ فروری ۲۰۱۲ء

حضرت مولانا طارق جمیل صاحب دامت برکاتہم العالیہ جامعہ احسن العلوم حضرت الشیخ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے، دودن قبل فون پر حضرت الشیخ سے جامعہ آنے کے لئے وقت لیا۔ جامعہ احسن العلوم میں لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر صبح فجر کے بعد سے ہی نظر آرہا تھا۔ نہ کوئی اطلاع، نہ کوئی اشتہار اور نہ ہی کوئی خبر لیکن پھر بھی شہر کراچی میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ یہ اہل سنت والجماعت مسلکِ دیوبند کے جماعتِ حقہ ہونے کی نشانی ہے۔حضرت والا بین الاقوامی شخصیت کے حامل ہیں اور فنِ خطابت میں امامت کا درجہ رکھتے ہیں، حضرت مولانا محترم صرف خطیب نہیں بلکہ خطیب گر ہیں، جامعہ میں یہ لوگوں کا ہجوم اور اژدھام دیکھ کر مجھے حضرت عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کا وہ واقعہ یاد آیا جو ان کی سیرت میں لکھا ہے کہ ایک روز ملکہ زبیدہ نے ہارون الرشید سے کہا کہ میں نے آج صحیح معنوں میں بادشاہ دیکھا ہے جس کی حکومت صرف علاقوں تک محدود نہیں بلکہ لوگوں کے دلوں پر بھی ہے، میں نے عبداللہ ابن المبارک کے استقبال میں اتنے لوگوں کا رش دیکھا کہ زندگی بھر نہیں دیکھا، یہ سن کر ہارون الرشید نے کہا کہ آپ نے غور سے نہیں دیکھا کہ انہی لوگوں کی قطار میں میں بھی ایک طرف حضرت کے استقبال میں کھڑا ہوا تھا۔ ماشاء اللہ حضرت مولانا طارق جمیل صاحب کو بھی اللہ رب العزت نے کچھ اسی طرح کی مقبولیت عطا فرمائی ہے۔ تقریب کا آغاز تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا اور بعد میں جامعہ کے طلبہ نے حمد ونعت پڑھیں اور اس کے بعد حضرت مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ خطاب کے لئے تشریف لائے۔حضرت والا نے تقریباً ۲ گھنٹے خطاب فرمایا اس لئے اس بیان کو ۲ یا ۳ قسطوں میں ماہنامہ الاحسن میں پیش کریں گے ان شاء اللہ، پہلی قسط پیش خدمت ہے۔

الحمد لله الذی کتب الآثار و نسخ الآجال والقلوب عنده مفضیه والسرّ عنده
علانیه الحلال ما احل والحرام ما حرم والدین ما شرع والامر ما قضی الخلق
خلقه والعبد عبده وهو الله الرؤف الرحیم واشهد ان لا الٰه الا الله وحده لاشریک له
واشهد ان سیدناومولانا محمدا عبده ورسوله. ارسله بالحق بشیراً ونذیراً وداعیا
الی الله باذنه وسراجاً منیراً
صلی الله تعالیٰ علیه وعلیٰ آله وعلیٰ اصحابه وبارک وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً.
اما بعد!

فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمٰن الرحیم
اَفَمَنۡ یَّعۡلَمُ اَنَّمَآ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ الۡحَقُّ کَمَنۡ هُوَ اَعۡمٰی ط اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ
اُولُوا الۡاَلۡبَابِ o الَّذِیۡنَ یُوۡفُوۡنَ بِعَهۡدِ اللّٰهِ وَلَا یَنۡقُضُوۡنَ الۡمِیۡثَاقَ o وَالَّذِیۡنَ یَصِلُوۡنَ
مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنۡ یُّوۡصَلَ وَیَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ وَیَخَافُوۡنَ سُوۡٓءَ الۡحِسَابِ o وَالَّذِیۡنَ
صَبَرُوا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ رَبِّهِمۡ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً وَّ
یَدۡرَءُوۡنَ بِالۡحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ اُولٰٓئِکَ لَهُمۡ عُقۡبَی الدَّارِ o جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا
وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَاَزۡوَاجِهِمۡ وَذُرِّیّٰتِهِمۡ وَالۡمَلٰٓئِکَةُ یَدۡخُلُوۡنَ عَلَیۡهِمۡ مِّنۡ کُلِّ
بَابٍ o سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَی الدَّارِ o (سورۂ رعد ۱۹ تا ۲۴)

انسان اور دیگر مخلوقات میں فرق

میرے محترم بھائیو دوستو عزیزو! انسان دنیا میں جاہل پیدا ہوتا ہے ''وَاللّٰهُ اَخۡرَجَکُمۡ مِّنۡ بُطُوۡنِ
اُمَّهٰتِکُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ شَیۡـًٔا '' (نحل آیت ۷۸) لیکن جو باقی مخلوق ہے وہ انتہائی تعلیم یافتہ پیدا ہوتی
ہے، جب للہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا ''قَالَ فَمَنۡ رَّبُّکُمَا یٰمُوۡسٰی '' تو حضرت

موسیٰ علیہ السلام نے کہا '' رَبُّنَا الَّذِیۡۤ اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَهٗ ثُمَّ هَدٰی '' (طٰہٰ آیات ۴۹، ۵۰) باقی
مخلوق کو اللہ علم دیتا ہے چیونٹی '' نملة '' ایک سینٹی میٹر سے آگے نہیں دیکھ سکتی وہ کیسی خوبصورت قطار بناتی
ہے اور دیمک بالکل اندھی ہوتی اس کو نظر ہی کچھ نہیں آتا اور اس کے ایک خاندان میں دس لاکھ افراد ہوتے
ہیں وہ دس لاکھ افراد کے لئے، پورا شہر پورا گھر تعمیر کرتی ہے، گلیاں سڑکیں، کھڑکیاں، ذخیرے اسٹور، ملکہ کا
محل، فوج، پولیس پہرے دار ہر قسم کی ہر شے لیکن کیسی عجیب بات ہے کہ وہ بالکل اندھی ہوتی ہے۔ انسان
پیدا ہوتے ہی کچھ نہیں کرسکتا حالانکہ نو ماہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔

مرغی کا بچہ اکیس دن کے بعد انڈے میں سے نکلتا ہے اور وہ نکلتے ہی چلنا بھی جانتا ہے دانا چگنا
بھی جانتا ہے کنکر اور دانے میں تمیز بھی کرتا ہے کہ کنکر کو الگ کرتا ہے اور دانے کو الگ کرتا ہے پانی پینا بھی
جانتا ہے دوست کو بھی پہچانتا ہے دشمن کو بھی پہچانتا ہے، آج ہی نکلا تھا انڈے سے اور ماں کی طرف بھاگتا
ہے پہلے دن ہی اس کو پتہ چلتا ہے یہ سب نہ اس نے ماں سے سیکھا نہ باپ سے، باپ تو اس کے مفرور
ہو جاتے ہیں وہ تو ہوتے ہی نہیں صرف ماں ہوتی ہے یہ کہاں سے اس کو علم ہے

'' رَبُّنَا الَّذِیۡۤ اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ''

سانپ کو پیدا ہوتے ہی یہ کیسے پتہ چلتا ہے کہ میرے منہ میں زہر ہے اس کی ماں تو انڈے دے
کے چلی جاتی ہے سانپ کی مادہ انڈوں پر نہیں بیٹھتی انڈا دے کر چلی جاتی ہے اللہ کا نظام ہے سانپ کو بھوک
لگے تو اپنے ہی بچے کھانا شروع کر دیتے ہیں تو ان کی حفاظت کا نظام اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ مادہ انڈے
دے کر چلی جاتی ہے جب انڈوں سے نکلتی ہیں تو نہ ماں ہے نہ باپ ہے انہیں کیسے پتہ چلتا ہے میرے اندر
زہر ہے مجھے ڈسنا ہے وہ سانپ جب ڈنک باہر کرتا ہے وار کرتا ہے ڈسنے کے لئے نوے میل فی سیکنڈ اس کی
رفتار ہوتی ہے، کہاں سے اس نے سیکھا ہے کون اس کو سکھا رہا ہے؟

رَبُّنَا الَّذِیۡۤ اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ''

اُڑنے والوں کو کوئی اڑنا نہیں سکھا رہا رینگنے والوں کو کوئی رینگنا نہیں سکھا رہا پھر ان کا علم اتنا

مضبوط کیسے ہے کہ کبھی اپنے علم کے خلاف نہیں کرتا ان کا علم غلط بھی نہیں ہوتا، شیر کے سامنے گھاس رکھو کبھی نہیں کھائے گا، زعفران بھی رکھو کبھی نہیں کھائے گا گوشت رکھو تو پھر کھائے گا۔ بکری کے آگے گوشت رکھو تو نہیں کھائے گی کہے گی میرا پرہیز ہے اس کے آگے گھاس رکھو تو کھائے گی جو چیزیں ان کے مزاج میں نہیں ہے ان کو ہاتھ نہیں لگائیں گے منہ نہیں لگائیں گے۔

انسان سیکھنے کے بعد بھی غلط کرتا ہے، شوگر والے مریض کے آگے میٹھائی رکھ دو، چاہے مولوی صاحب ہو یا ڈاکٹر صاحب ہو وہ ضرور کھائے گا اور اپنے آپ کو تسلی دے گا کہ ایک آدھی گولی آج زیادہ کھاؤں گا حلوہ نہیں چھوڑنا، تو انسان غیر انسان میں یہ عجب فرق ہے۔ ایک مچھلی ہے سمندر میں اس کا نام ہے ایل، ایل مچھلی سانپ کی طرح ہوتی ہے اس کو کہتے ہیں انگریزی میں ایل۔ یہ ہر سمندر میں پائی جاتی ہے ساتوں سمندر میں، لیکن اس کے انڈے دینے اور بچہ پیدا ہونے کی صرف ایک جگہ ہے سات سمندر میں، وہ برمودا ہے جنوبی امریکہ بحر الکاہل میں ایک جگہ ہے برمودا۔ وہاں ٹمپریچر پانی کا ایسا ہے کہ ایل وہاں انڈے دیتی ہے اور وہیں وہ انڈا پروان چڑھ کے اس میں سے بچہ نکلتا ہے باقی پورے سمندر میں کوئی جگہ نہیں تو اب وہ جب انڈے دینے پر آتی ہے تو کراچی سے سفر کرتی ہے، ڈربن سے سفر کرتی ہے، نیویارک سے سفر کرتی ہے، لندن سے سفر کرتی ہے، وہ سوڈان سے سفر کرتی ہے، مصر سے سفر کرتی ہے، جدے سے سفر کرتی ہے، عقبی سے سفر کرتی ہے، وہ ایڈن سے سفر کرتی ہے، جبوتی سے سفر کرتی ہے اور یہ فاصلے ہیں کوئی تین ہزار کلومیٹر چار ہزار کلومیٹر، پانچ ہزار کلومیٹر، سات ہزار کلومیٹر، دس ہزار کلومیٹر اس طرح فاصلے ہیں اور وہ سفر کرتی ہیں اور وہاں جا کر وہ مادہ انڈے دیتی ہے اور مر جاتی ہے اس کا وہی کام ہے انڈا دینا پھر مر جاتی ہے اس کے بعد بچے نکلتے ہیں کراچی کی ایل کی انڈوں سے بچے نکلتے ہیں نیویارک کے ایل کے بچوں سے انڈے نکلتے ہیں ڈربن کے ایل کے انڈوں سے بچے نکلتے ہیں انہیں نہیں پتہ ہماری ماں کہاں سے آئی ہے اور سامنے سیاہ پانی ہے سمندر میں روشنی سورج کی آٹھ سو میٹر تک سفر کرتی ہے اس سے آگے نہیں کر سکتی اندھیرا ہے گھُپ اندھیرا، اب یہ بچے وہاں رہ نہیں سکتے وہاں کا ٹمپریچر ایسا ہے کہ

یہ وہیں رہ سکتے ہیں جہاں سے ان کی ماں آئی ہے اب یہ وہاں سے واپسی کا سفر شروع کرتے ہیں اور جہاں سے ان کی مائیں تھیں وہیں ان کی نمود اور وہیں ان کی زندگی کے اسباب موجود ہیں، وہاں کے علاوہ کسی اور سمندر میں جائیں گے تو مر جائیں گے تو سمندر کے ماہرین آج تک یہ دیکھ نہ سکے کہ کراچی کی ایل بھٹک کر جدہ پہنچ گئی، جدہ کی ایل بھٹک کر نیویارک پہنچ گئی ہو، ایسا کبھی نہیں ہوا ہے اور ڈربن کی بھٹک کے ایڈن پہنچ گئی ہو ایسا کبھی نہیں ہو سکتا ہے ہزاروں میل کے راستوں میں وہ چلتی ہیں نہ کبھی راستہ پوچھتی ہیں نہ کہیں بھٹکتی ہیں نہ ان کو کہیں دھوکہ لگتا ہے سیدھا اپنے مقام پر جاتی ہیں جہاں سے ان کی ماں چلی تھی

”رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی“

یہ نمونے بکھرے پڑے ہیں کبھی آپ نے دیکھا کہ سیب کے اوپر ناشپاتی نکل آئی ہو ناشپاتی کے درخت پر انگور نکل آئے ہوں تم سارا سال پڑھ کے بھی غلط لکھتے ہو پرچے میں اور آج تک سیب نے غلط پرچہ نہیں دیا اس کو اپنے موسم کا پتہ ہے، اپنے وقت کا پتہ ہے، مجھے پھول کب لینے ہیں، مجھے دانا کب بننا ہے، مجھے رنگ کب بھرنا ہے، مجھے میٹھاس کب بھرنی ہے، مجھے اس میں ذائقہ کب بھرنا ہے، خوشبو کب بھرنی ہے آج تک اس کے خلاف نہیں ہوا۔ نہ نباتات میں نہ جمادات میں نہ حیوانات میں یہ تمام نظام میرے رب کا بنایا ہوا ہے۔

انسان جاہل پیدا ہوتا ہے یہ علم باہر سے لیتا ہے اندر میں اس کے پاس کوئی علم نہیں ہے کسی بچے کو جنگل میں چھوڑ دو کوئی انسان اس کو نہ ملے اس کے اعضا ٹھیک بھی ہوں تو وہ گونگا ہوگا بول نہیں سکتا ہے، تو باہر دو علم ہیں ”وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا o فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا“ (سورۃ الشمس آیت ۷، ۸) فجور کا علم بھی ہے تقوی کا علم بھی ہے ”وَهَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ“ (بلد آیت ۱۰) دو راستے ہیں ”اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا“ (دھر آیت ۳) ”فَمَنْ شَاءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاءَ فَلْیَكْفُرْ“ (کہف آیت ۲۹) دو راستے ہیں اور اختیار دیا ”فَمَنْ شَاءَ“ تمہاری مرضی ہے ادھر چلو ادھر چلو اگر صحیح راستہ مل گیا تو اللہ کہتا ہے ”فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی“ (سورۃ اللیل آیت ۷) اگر غلط ہے تو اللہ کہتا ”فَسَنُیَسِّرُهٗ

لِلْعُسْرٰی ''(سورۃ اللیل آیت ۱۰) صحیح راستہ مل گیا تو آگے اللہ کی رضا ہے اور اگر غلط راستہ مل گیا تو آگے بھڑکتی جہنم ہے ایک کا داعی اللہ ہے اور اس کے انبیاء ہیں اور ایک علم کا داعی شیطان ہے۔

دو راستے اور ان کی سمجھ

چونکہ انسان جاہل ہے یہ علم باہر سے لیتا ہے اور باہر سے جو چیز آتی وہ دعوت سے آتی ہے، دعوت میں سیکھایا جاتا ہے، پڑھایا جاتا ہے تو اسے انسان لیتا ہے یہ جو جیب کترے ہیں یہ سیکھتے ہیں کہ نہیں سیکھتے ہیں، دہلی میں ایک جیب کترا تھا وہ لڑکوں کو گھنگرو باندھ کر چلاتا تھا اگر گھنگرو کی چھنکنے کی آواز آتی تو ان کی پٹائی کرتا تھا کہتا تھا کہ ایسے چلو کہ گھنگرو کی بھی آواز نہ آئے، سیکھا رہا تو غلط کو بھی سیکھایا جاتا ہے اس زمانے کے چور بھی کیسے نیک تھے ایک دفعہ انگریزوں کا دور تھا تو ایک چیلہ نے گرو کو تین روپے لا کے دیئے۔ گرو نے کہا کہ سارے دن میں صرف تین روپے؟ کہنے لگا استاد آج ایک بڑا شکار ہاتھ آیا تھا، ایک گورے کی جیب کاٹی تھی کافی پیسے تھے لیکن جب میں چلا تو مجھے خیال آیا کہ اگر قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام نے میرے نبی کو طعنہ دے دیا کہ تیرے امتی نے میرے امتی کی جیب کاٹی تھی تو میرے نبی کے لئے یہ اچھی بات نہ ہوگی تو میں نے شرم میں آکر اس کو وہ پیسے واپس کر دئے پھر میں نے یہ اپنے کی جیب صاف کر کے آیا ہوں تو گرو نے اس کو دس روپے انعام دیا کہ یہ بیٹا آج آپ کو انعام ہے۔

تو انسان جو سیکھتا ہے وہ باہر سے سیکھتا ہے اندر میں استعداد ہے ''اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ o وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ o وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ''(بلد آیت ۸ تا ۱۰) اندر میں استعداد ہے ''وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ''(ملک آیت ۲۳) ''وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا'' جب تم کچھ نہیں تھے سیکھنے کے لئے کیا دیا'' وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ'' یہ تین چیزیں تمھیں دی ہیں اس سے تم لے سکتے ہو تم اس سے آگے بڑھ سکتے ہو صحیح طرف بھی اور غلط کی طرف بھی، دونوں راستے تمہارے لئے کشادہ ہیں دنوں راستے تمہارے لئے کھلے ہوئے ہیں ایک کے آخر میں جنت ہے ایک کے آخر میں جہنم ہے، ایک راستہ جنت کی طرف جاتا ہے اور ایک جہنم کی طرف جاتا ہے ''زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ ''ایک شہوات کا راستہ ہے ''مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ''ایک راستہ یہ ہے، ایک راستہ یہ ہے ''قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ''ایک دوسرا راستہ ہے ''لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ'' تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ''(آل عمران آیات ۱۴، ۱۵) ایک راستہ یہ ہے ایک راستہ کی طرف چلو گے عورتیں ہیں، اولاد ہے، نفس ہے، شیطان ہے، جائیدادیں ہیں، گھوڑ سواریاں ہیں، گاڑیاں ہیں، موٹریں ہیں، سیادت ہے، قیادت ہے، وجاہت ہے، ایک راستہ یہ ہے، ایک راستہ دوسرا ہے جو تقوے والا ہے جس کے آخر میں جنت ہے تو جنت کی خوبصورت لڑکیاں ہیں وازواج مطہرہ ایک حدیث میں آتا ''یسطع نور فی الجنة ''جنت میں نور کی چمک اٹھے گی۔ ''سطع نو ر فی الجنة'' ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنت میں نور کی چمک اٹھے گی جنت خود نورانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بنایا ہی نور سے ہے نور ہی نور ہے ''سطع نور فی الجنة ''جنت میں نور کی چمک اٹھے گی'' فرفعوا رؤوسهم ''تو سارے جنتی اسے دیکھیں گے نور کیسا ہے بھائی یہ کہاں سے ہے بھائی تو پتہ چلے گا ''فاذا هو من ثغر حورا ضحكت فی وجه زوجها'' تو انہیں بتایا جائے گا ایک حور اپنے خاوند کے سامنے مسکراتی ہے تو اس کے دانت کھلے تو اس سے جو نور نکلا وہ جنت کے اوپر چھا گیا، دانتوں کے نور سے جنت چمک گئی ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنت میں ایک حور ہے اس کا نام ہے لائبہ، لائبہ کہتے ہیں کھیلنے والی اپنے خاوند سے بہت کھیلے گی اور وہ ایسی ہے کہ ''لولا ان الله تعالیٰ كتب على اهل الجنةان لا يموتو الماتوامن حسنها ''موت مر نہ گئی ہوتی تو لائبہ کو دیکھ کے سارے مرجاتے اور'' بين عينيها مكتوب من كان يبتغی ان يكون له مثلی فليعمل برضاء ربی'' جو یہ چاہے کہ میں اس کی بن جاؤں تو اپنے رب کو راضی کر لے (حادی الارواح ص ۲۲۱، ۲۲۲)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنت میں ایک حور ہے جس کا نام عینا ہے وہ چلتی ہے تو اس کے ستر ہزار خادم دائیں طرف ہوتے ہیں ستر ہزار خادم بائیں طرف ہوتے ہیں سمندر میں تھوک ڈالے

تو میٹھا ہو جائے (حادی الارواح ص ۲۲۱) سات سمندر، کئی مرتبہ سمندر کا سفر کیا تو یہ حدیث متحضر ہوتی تھی کہ اتنے بڑے سمندر میں جنت کی لڑکی ایک تھوک ڈالے اسے تھوک آتا نہیں تھوک تو عیب کی چیز ہے اگر وہ کوئی زور لگا کے جمع کرے چند چھینٹیں اور یوں ڈال دے تو ساتوں سمندر شہد بن جائیں گے اور دنیا کی حسین ترین لڑکی شہد میں تھوک ڈالے کھاؤ گے؟ یا اسی کے منہ پہ مارو گے وہ کیا شے ہے جو اللہ نے بنائی ہے'' نور وجهه من نور الله تعالیٰ'' ان کے چہرے کا نور اللہ کے نور سے ہے۔

ایک اور عجیب بات اللہ تعالیٰ نے جنت الفردوس کو بنایا فرمایا اپنے ہاتھوں سے بنایا'' خلق الله جنة الفردوس بيده '' اپنے ہاتھوں سے بنایا جس دن بنایا اس دن سے آج تک اور آج سے لے کر قیامت تک'' یفتحها کل یوم خمس مراة ،فیقول ازدادی طیبا لاولیائی حسنا لاولیائی '' (حادی الارواح ص ۱۰۰) روزانہ دن میں پانچ دفعہ اللہ اس جنت کی ہر شے کو پہلے سے پانچ گنا زیادہ خوبصورت بنالیتا ہے کبھی تصور میں یہ بہت بڑی مسجد ہے اسے خوبصورت بنانا شروع کردو لوگ آئیں اور اپنی اپنی مہارت اس میں کمال دکھادیں ایک سال دو سال تین سال چار سال دس سال اس کے بعد اس میں ایک تنکا کی گنجائش باقی نہیں رہے گی اور سارے ماہرین کہیں گے بھائی بس اس سے زیادہ نہیں، اب اس سے زیادہ کریں گے تو برا لگے گا زیادہ میک اپ کردو تو بدصورت نظر آتا ہے لڑکی تھوڑا سا پوڈر لگاتی ہے تو اس کی صورت معتدل ہوتی ہے۔ تو ایک لڑکی ہے اس کو تم خوبصورت میک اپ کرنا شروع کرو گھنٹہ دو گھنٹہ چار چھ گھنٹے بس جی اس سے زیادہ نہیں ہوسکتا، آپ ذرا تصور کرو جنت الفردوس کی لڑکی کو اللہ تعالیٰ نے بنایا اور کب بنایا ہم سائنسدانوں کی بات مان لیتے ہیں کہ سائنسدان کہتے ہیں کہ کائنات کو بنے ہوئے پچیس ارب سال ہوئے یہ ہم مان لیتے ہیں اب کتنے سال ہوئے ہیں یہ اللہ کو پتہ ہے لیکن ہمارے پاس کوئی اور ایسی چیز نہیں ہے اس کی تصحیح یا تردید کے لئے ہم اسی کو مان لیتے ہیں آج سے پچیس ارب سال پہلے یہ کائنات وجود میں آنا شروع ہوئی تو کائنات میں اگر جنت بھی شامل ہے تو پچیس ارب سال لگالو جنت اللہ نے بنائی آج سے پچیس ارب سال پہلے اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکی کو حسن بخشا اپنے ہاتھوں سے جو بنایا پھر اگلے دن اس

کو پانچ گنا زیادہ مزید میک اپ کر کے خوبصورت کردیا اگلے دن اس کو پانچ دفعہ اور کردیا اگلے دن پانچ دفعہ اور کردیا پچیس ارب سال سے وہ روزانہ حسن و جمال میں بڑھتی چلی جارہی ہے اور آئندہ آنے والا وقت بھی کیا شے ہوگی وہ۔ جنت کی لڑکی چار چیزوں سے بنی ہے مشک، عنبر، زعفران، کافور چار چیزوں سے تو اس کے اندر یہ مشک عنبر زعفران کافور چلتا ہے (تفسیر قرطبی ج ۱۷ ص ۱۷۷) تو پھر جب اللہ حور کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اپنے امر کو متوجہ کرتا ہے اپنے تجلی کو ڈالتا ہے'' كما يليق بجلاله '' تو اس میں سے کامل، اکمل، طاہر، مطہر، نفیس، ناعمہ، راضیہ، کاسیہ ساری صفات جمع کر کے'' عُرُبًا اَتْرَابًا''،'' وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا''،'' كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ'' كانهن بيض مكنون ''كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ''،''فِيهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ''،''حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ''،''لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ''،'' فَبِاَیِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ'' تو وہ نکلتی ہیں کامل اکمل ہو کر پیدا نہیں ہوتی ہیں کہ پیدا ہوئی دو مہینے کی ہوگئی دودھ پینا شروع دانت نکلنا شروع ہوگئی۔ قد والی ہوتی ہے کتنا قد ہوتا ہے ساٹھ ہاتھ قد ہوتا ہے ساٹھ ہاتھ، تمہارا قد بھی ساٹھ ہاتھ ہوگا'' عُرُبًا اَتْرَابًا''،''وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا'' پھر'' علیٰ طول آدم ستين ذراعا '' ہر آدمی کا قد ساٹھ ہاتھ'' علیٰ حسن یوسف، علیٰ میلاد عیسیٰ، ثلاث و ثلاثين سنة وعلیٰ لسان محمد ،مرد مكحلون '' (حادی الارواح ص ۱۴۴) ایک راستہ یہ ہے یہ نظارے ایک راستہ ادھر ہے جس کے آخر میں لوا ہے'' نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى '' ہے'' تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى'' ہے'' وَجَمَعَ فَاَوْعٰى '' (معارج آیت ۱۶ تا ۱۸) ہے ایک کے آخر میں'' فِیْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ '' ہے ''وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ '' ہے'' لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ '' (واقعہ آیت ۴۲ تا ۴۴) ہے'' فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ '' ہے اور'' هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ '' (واقعہ آیت ۵۵، ۵۶) ہے ایک راستہ وہ ہے'' يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ '' (رحمٰن آیت ۴۱) ایک یہ ہے'' يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ'' فَلَا تَنْتَصِرٰنِ '' (آیت ۳۵) ایک راستہ یہ ہے'' اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْ

صَدَةٌ o فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَة'' (ھمزۃ آخری آیات)

ایک راستہ یہ ہے ''وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ o عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ o تَصْلٰی نَارًا حَامِیَةً o تُسْقٰی مِنْ عَیْنٍ اٰنِیَةٍ o لَیْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِیْعٍ o لَا یُسْمِنُ وَلَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ o''

ایک راستہ یہ ہے ''وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ o لِّسَعْیِهَا رَاضِیَةٌ o فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ o لَّا تَسْمَعُ فِیْهَا لَاغِیَةً o فِیْهَا عَیْنٌ جَارِیَةٌ o فِیْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ o وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ o وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ o وَّزَرَابِیُّ مَبْثُوْثَةٌ'' (غاشیہ آیات ۲ تا ۱۶)

ایک راستہ یہ ہے ''تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ'' (تطفیف آیت ۲۴) اور ایک راستہ یہ ہے ''وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ط'' کالے سیاہ چہرے ''كَاَنَّمَآ اُغْشِیَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّیْلِ مُظْلِمًا'' (سورۂ یونس) سیاہ چہرے کالی رات کی طرح

''سَرَابِیْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰی وُجُوْهَهُمُ النَّار'' (سورۂ ابراہیم ۵۰) ایک راستہ یہ ہے ''عٰلِیَهُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ'' وَّاِسْتَبْرَقٌ'' ''ایک راستہ یہ ہے'' وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ'' (دہر) ایک راستہ یہ ہے ''اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ'' (مومن)

ایک راستہ یہ ہے'' تُسْقٰی مِنْ عَیْنٍ اٰنِیَةٍ '' ایک راستہ ہے ''یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا '' ایک درجہ یہ ہے ''وَیُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا '' ایک درجہ یہ ہے ''وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا '' ایک راستہ یہ ہے۔

کیا درجہ ہے'' یَشْرَبُوْنَ '' خود پی رہے ہیں ایک درجہ اس سے اوپر ہے'' وَیُسْقَوْنَ فِیْهَا'' پلایا جارہا ہے خدام غلمان ملائکہ حور، ایک اس سے بھی اوپر کا درجہ ہے وہاں کیا ہے ''وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا '' اللہ خود پلانے والا ہے۔

یہ دو راستے ہیں میرے عزیزو! آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ ایسے راستے پر ہو جس کی انتہا جنت

ہے جس کی انتہاء اللہ کی رضا ہے جس کا آخر اللہ کی رضا ہے آپ اس راستے پر ہو اگر اس میں ہم صحیح چلیں تو اللہ کے فضل وکرم سے اس کا یہ اعلان تم سنو گے مرتے ہوئے ''یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ o ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً o فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ o وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ o'' اللہ نے یہ نہیں کہا (تعالیت) ''یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ'' (سورۂ فجر) کہا ''ارجعی'' اس میں ایک باریک فرق ہے تعالیت یعنی آجاؤ ارجعی یعنی واپس آجاؤ، واپس آجاؤ میں اردو میں جب میں کہوں گا واپس آجاؤ اس میں یہ معنیٰ ہے کہ میں تیرے انتظار میں ہوں اور آجاؤ اس میں انتظار کا معنیٰ نہیں لیکن میں کہتا ہوں واپس آجاؤ تو اس میں انتظار کی مہک ہے کہ اے میرے نیک بندے واپس آجا تیرا رب بھی تیری ملاقات کے شوق میں ہے ''ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً o فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ o وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ'' جنت تیرے لئے تیار ہے میرے نیک بندے تیرے استقبال کو تیار ہیں اور تیرا رب تجھ سے راضی ہو چکا ہے'' فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ o فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ o قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ o كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓئًا م بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ o'' (سورۂ الحاقۃ آیت ۲۱ تا ۲۴) جاؤ مزے کرو تمہارا رب تم سے راضی ہو گیا۔

تو آپ اس راستے پر ہو جس کے انتہاء پہ اللہ ہے، اللہ ہے تم علم کی نسبت پر ہو اور ظاہر ہے'' اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِیَةٌ م بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّیْلُ زَبَدًا رَّابِیًا '' (سورۂ رعد) یہاں ماء سے مراد علم ہے اور اودیۃ سے مراد قلوب ہیں اور بقدرھا میں اشارہ ہے کہ ہر دل ایک جیسا حامل علم نہیں ہوتا بقدرھا کوئی بڑے چھوٹے کوئی بڑے تنگ کوئی بڑے تھوڑے کوئی بڑے وسیع کوئی اتنے وسیع کہ آفاق اس میں سما جائیں اور ان کے سینے کی وسعتیں کم نہ ہو سکیں، لیکن نسبت کامل جانا بھی بہت بڑی دولت ہے اور میں اور آپ بھی علماء کہلاتے ہیں دو چار قصے سنا دئے دو چار آیتیں پڑھ دیں لیکن یہ جو نسبت مل گئی ہے اس کو سنبھال کے رکھنا اپنی نسبت نہ بدلنے دینا کہ ایک حدیث میں ہے ''من اثنیتم علیه خیراً وجبت له الجنة، '' ایک شخص مرتا ہے اللہ کے علم میں ہے کہ شریر آدمی ہے غلط آدمی ہے لوگ کہتے ہیں بہت نیک حضرت صاحب کا انتقال ہو گیا مولانا صاحب وہ تو بخاری پڑھاتے تھے وہ تو ہدایہ پڑھاتے تھے وہ تو مسجد

میں امام تھے وہ تو تبلیغ میں جاتے تھے وہ تو حج کرتے تھے وہ تو عمرہ کرتے تھے وہ تو خیرات بڑی کرتے تھے یہ نیک نسبتیں چالو ہو جاتی ہیں ''ومن اثنیتم علیه شراً وجبت له النار'' اور جس کو غلط نسبتوں سے یاد کیا جاتا ہے اس کے لئے تباہی ہے ''وانتم شهداء الله فی الارض'' اللہ تعالیٰ لوگوں کی گواہی کو مانتے ہیں (حادی الارواح ص ۱۱۵)۔

یحیٰ بن عکسم کا انتقال ہوا تو وہ خواب میں کسی کو ملے مامون رشید کے قاضی تھے کہنے لگا آپ کے ساتھ کیا ہوا؟ کہا اللہ نے کھڑا کیا اللہ نے فرمایا ''یاشیخ قد سوفعلت کذا'' ارے نافرمان بوڑھے تو کیا کیا کرتا ہے میرے پاس آیا تو میں نے کہا یا اللہ میں نے تو آپ کے بارے میں یہ بات نہیں سنی جو آپ فرمارہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے کیا سنا ہے میرے بارے میں کہا یا اللہ'' حدثنی عبد الرزاق عن معمر عن الزهری عن عروة بن الزبیر عن عائشة رضی الله عنها عن رسول الله ﷺ عن جبریل قال قال الله تعالیٰ انی استحی ان اعذ..... شیبة اسلام وانی شبة فی الاسلام'' یا اللہ مجھے عبدالرزاق نے بتایا انہیں معمر نے انہیں زہری نے انہیں عروۃ نے انہیں اماعائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں تیرے حبیب ﷺ نے انہیں جبریل نے اور جبریل کو آپ نے بتایا کہ جب کوئی اسلام میں بوڑھا ہو کے مرتا ہے تو اسے عذاب دیتے ہوئے میں شرماتا ہوں تو میں تو بوڑھا ہو کے آیا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اصدق عبد الرزاق وصدق زهری وصدق معمر وصدق عروة وصدقت عائشة وصدق رسول الله وصدق جبریل وانااصدق القائلین'' چل تجھے معاف کرتا ہوں۔

ہاں ہاں سچ کہا ہے عبدالرزاق نے بھی اور زہری نے بھی اور معمر نے بھی اور عروۃ نے بھی اور عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے بھی اور رسول اللہ (ﷺ) نے بھی اور جبریل نے بھی اور میں نے بھی سچ کہا ہے چلو جاؤ جنت میں جاؤ۔

طائفہ منصورہ علماءِ دار العلوم دیو بند

یہ نسبت بہت عالی ہے بہت عظیم الشان ہے اور پھر تمھیں علماء حق کی نسبت حاصل ہے ہمیں اللہ

تعالیٰ کسی غلط راستے میں لگا دیتا کسی غلط نسبت میں لگا دیتے میں پوری دنیا پھرا ہوں چھ براعظم پھرا ہوں جو پچھلی صدی میں ایک قافلہ گزرا ہے دیو بند کا میں ایسے قافلہ پوری دنیا میں نہیں دیکھ سکا میں عقیدت سے نہیں کہہ رہا ہوں میں بصیرت سے کہہ رہا ہوں ہر جگہ اللہ کے رجال ہیں ہر جگہ اللہ کے چاند اور سورج ہیں جو ہدایت کے ذریعہ بنے، پر پچھلے صدی میں جو ایک قافلہ گزرا ہے اس قافلے کا مثل پوری دھرتی میں میں نے نہیں دیکھا جو کچھ میں جانتا ہوں اس کے مطابق دعویٰ کر رہا ہوں ہو سکتا ہے میرا دعویٰ غلط ہو علم کامل کلی تو میرے اللہ کا ہے اور اللہ نے اپنے بندوں میں کیا کیا صفات رکھی ہیں لیکن یہ جو طائفہ گزرا ہے جو یہ طائفہ اصلح گزرا ہے اتقی گزرا ہے جو اعلیٰ گزرا ہے اورازکی گزرا ہے ایسا پاک طائفہ ایسا مجموعہ پوری دھرتی میں نہیں نظر آتا کہ اللہ تعالیٰ نے چنا اس دھرتی کو انگریز نے اس کو پورا اندلس بنانے کا منصوبہ بنایا تھا، سترہ سو ستاون میں کلاچی میں سراج الدولہ کو شکست ہوئی ۳۱ مئی سترہ سو ننانوے میں جب ٹیپو شہید ہوئے تو جنرل ہیرس نے کہا کہ آج کے بعد ہندوستان ہمارا ہے۔

پھر اٹھارہ سو اکتیس میں سید احمد شہید رحمہ اللہ کو بالاکوٹ کے پہاڑوں میں اپنوں کے ہاتھوں بے وفائی کے بعد شکست ہوئی

تو اِدھر اُدھر کی نہ بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں سے گلا نہیں تری راہبری کا سوال ہے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

شاہ صاحب تک جنرل شیر سنگھ، شیر سنگھ یہ رنجیت سنگھ کا بیٹا تھا شیر سنگھ کو بالاکوٹ پہنچانے والے مسلمان تھے مٹی کوٹ تک، مٹی کوٹ اونچا پہاڑ ہے بالاکوٹ نیچا پہاڑ ہے ''جس کا مٹی کوٹ اس کا بالاکوٹ'' یہ مثل مشہور ہے تو مٹی کوٹ تک پہنچانے والے شیر سنگھ کے لشکر کو مسلمان تھے اور شاہ صاحب بددل ہو گئے اور وادی کاغان میں آواز دی کہ پیچھے میرے پاس آجائیں کہا بس اب ہم اللہ کی ملاقات کا شوق رکھتے ہیں وہاں دونوں یہ آفتاب و ماہتاب شہید ہو گئے ۱۸۳۱ء میں تو ۱۸۳۴ء میں لاڈ میکالے کو بھیجا گیا کہ یہاں کا

نظام تعلیم بنایا جائے اور مسلمانوں کو کسی طرح ختم کیا جائے تو اٹھارہ سوستاون میں پھر ایک کوشش ہوئی جنگ آزادی کی۔

تو جب قوموں کا نصیب ڈوبتا ہے تو کسی ایک طائفہ کی وجہ سے نہیں پورا بگاڑ آتا ہے تو پھر نصیب ڈوبتا ہے صرف حکمرانوں کی نااہلی سے نصیب نہیں ڈوبا کرتے نصیب جوڑتے ہیں تو سب اس میں شریک ہوتے ہیں سارے اس کے اندر شریک ہوتے ہیں اکثریت شریک ہوتی ہے تو اکثریت میں بگاڑ تھا تو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں رجب علی خان اور مرزا الٰہی بخش اور نجف خان ان تین آدمیوں نے ایمان بیچ کر دلی کے دروازے کھول دئے، اس کے بدلے میں رجب علی خان کو سونے چاندی کے ڈھیر ملے وہ انبالے کا تھا تو اس نے پورے ایک سونے کا فوارا بنایا جس میں سے شراب نکلتی تھی اور بیٹھ کے پیا کرتا تھا اپنے مصاحبین کے ساتھ، تو کسی ایک صرف بہادر شاہ ظفر کی وجہ سے ملک نہیں ڈوبا تھا معاشرہ ڈوب چکا تھا۔ انگریز کو سو فیصد یقین تھا کہ ہم اس کو اندلس بنا دیں گے تو ۱۸۶۴ء میں ایک محمد قاسم نام کی ہستی نے ایک چھوٹا سا چھپر ڈالا اور مسجد بنائی تو چھت ہی کوئی نہیں چھت کے پیسہ ہی کوئی نہیں ایک چھپر ڈالا اور انار کے درخت کے نیچے پڑھانے والا بھی محمود اور پڑھنے والا بھی محمود، ۱۹۸۹ء میں میں گیا تھا دیوبند تو وہ انار کا درخت کھڑا تھا بعد میں میں نے سنا کاٹ دیا گیا، انار کے درخت کی عمر پندرہ سال ہوتی ہے میں زمیندار کا بیٹا ہوں باغات کا تجربہ ہے پندرہ سال سے زیادہ نہیں ہوتی خود ہی سوکھ جاتی ہے وہ سوا سو سال کھڑا رہا انار کا درخت کاٹ دیا گیا شاید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کیا گیا کہ وہ کیکر کے درخت کو لوگ آ کے چھونے لگے تو حضرت عمر نے کٹوا دیا تو اسی کی اتباع میں وہاں کے مشائخ نے اسے کٹوا دیا ۱۹۸۹ میں وہ صحیح سلامت تازہ کھڑا ہوا تھا میں دیکھ کر آیا تھا۔

تو اللہ نے اپنے ایک بندے کے ذریعے سے ایک اینٹ رکھوائی، ایک چھپر بنوایا اور یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ چھپر نہیں بن رہا سارے باطل سے ٹکرانے کا نظام بن رہا ہے، سارے باطل کی اسکیموں کے ٹوٹ جانے کا نظام بن رہا ہے اور مسجد کی چھت کوئی نہیں تھی تو نانوتوی صاحب رحمہ اللہ پریشان ہوتے تھے کہ

چھت کوئی نہیں تو خواب میں اللہ کے نبی کی زیارت ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ قاسم پریشانی کی کیا بات ہے، کہا جی چھت کوئی نہیں مسجد کی، فرمایا اس میں پریشانی کی کیا بات ہے بیت اللہ ہزاروں سال بغیر چھت کے کھڑا رہا بیت اللہ کی چھت بھی قریش نے ڈالی جب آپ ﷺ کی عمر پینتیس برس تھی تو اس کو توڑ کر بنایا گیا اس پہ چھت ڈالی گئی، اس میں پریشانی کی فکر کی کیا بات ہے بیت اللہ بھی بغیر چھت کے کھڑا رہا تو میرے مالک نے اس ملک کو سارے عالم کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنایا۔ ایسے مدارس پوری دنیا میں کوئی نہیں جیسے آپ کے برصغیر ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش میں ہیں۔ ہم فروع ہیں وہ اصل ہے ایسے مدارس پوری دنیا میں کوئی نہیں اب جو بنے ہیں وہ یہیں سے گئے ہوئے ہیں شاگردان وہاں جا کر شکلیں قائم کی ہیں وہ یہیں کا سارا فیض ہے پوری دنیا میں نہ اس طرح کے علماء ہیں نہ ایسے اتنی تھوڑی تنخواہوں میں بیٹھ کے پڑھانے والے پوری دنیا میں کوئی نہیں۔

قاری صاحب بیمار ہو جائے تو اپنی تنخواہ میں علاج نہیں کرا سکتا، مولوی صاحب کی بچی جوان ہو جائے تو اپنی تنخواہ میں بیٹی کی شادی نہیں کرا سکتا اور وہ مصلیٰ ہی نہیں چھوڑ رہے چٹائی نہیں چھوڑ رہے ہیں میرے مدرسے میں رمزی ایک تیونس کا ہے نوجوان وہیں پڑھ کے پڑھا رہے ہیں اسی کی برکت سے میں عربی نظام کو چلانے میں کامیاب ہوا اور اللہ کا فضل ہوا کہ ہچکولے کھاتے ہوئے کشتی میں پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اس کو وجود بخشا وہ عرب تھا عرب کے لئے عربی فضا بنانا کیا مشکل ہے تو میں نے اس سے ایک دن پوچھا کہ دنیا کا سب سے پہلا مدرسہ زیتونیہ جو جامع ازہر سے بھی پہلے بنا تھا اتنا بڑا مدرسہ بند کیسے ہوا تو کہنے لگا اللہ علماء دیوبند کو جزائے خیر دے تو مجھے عجیب سا لگا کہ میں مدرسہ زیتونیہ کا پوچھ رہا ہوں اور یہ علماء دیوبند کو دعائیں دے رہا ہے، میں نے کہا کیا مطلب کہنے لگا کہ نہیں چٹائیوں پر بیٹھے رہے حکومت کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے تو آج تک زندہ ہیں ہمارے علماء نے حکومت کے آگے ہاتھ پھیلانا شروع کر دئے تو بک گئے مدارس بھی بند ہو گئے اور مجالس بھی اجڑ گئیں اور علم بھی چلا گیا اور یہاں کا عالم وہ چٹائی پر بیٹھا رہا ساری زندگی اور اپنی حاجت لے کر بادشاہوں کے در پر نہ گیا تو ان کا علم بھی سلامت ہے ان کے مدارس بھی سلامت ہیں

ہمارے علماء یہاں دھوکہ کھا گئے سو حکمرانوں سے استفادہ کرنے کے چکر میں پڑے تو ہر شے چلی گئی۔

بکرابن قتیبہ کی مجلس میں احمد بن طولون آ کے بیٹھا کرتا تھا اور ہر سال ایک ہزار دینار ہدیہ دیا کرتا تھا ایک ہزار دینار، اٹھارہ برس کے بعد ایک مسئلہ میں ان سے فتویٰ لینا چاہا جو خلیفہ تھا بغداد کا وہ اپنے پہلے جو خلیفہ تھا کی وصیت ہو چکی تھی اس کو ہٹا کر اپنے بیٹے کو خلیفہ بنانا چاہتا تھا تو اس کے لئے فضا ہموار کر رہا تھا تو اس کے لئے بکرابن قتیبہ سے بھی اس پر فتویٰ لو تو احمد بن طولون نے ان سے فتویٰ لینے کی کوشش کی تو انہوں نے انکار کر دیا کہ جب ایک کے بارے میں بیعت ہو چکی ہے تو اس کو فسخ کرنا جب تک کوئی شرعی عذر نہ ہو جائز نہیں ہے وہ غصے میں آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا میرے اٹھارہ برس کے دیئے ہوئے اٹھارہ ہزار دینار واپس کرو اس کا خیال تھا کہ مولوی آدمی ہے یہ تو پہلے دن ہی بسم اللہ پڑھ کے کھا گیا ہو گا تو اٹھارہ ہزار دینار آٹھارہ سال کی دولت کہاں سے لائے گا۔فرمایا بہت اچھا گھر گئے اور اٹھارہ تھیلیاں جن کی مہر بھی نہیں توڑی تھی اسی طرح اس کے منہ پہ مار دیا کہ بس اسی پہ میرا ایمان خریدنا چاہتا تھا۔

ختم نبوت کی تحریک میں جنرل اعظم نے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کو بلوایا اور قادیانیوں کے بارے میں کہا کہ یہ تحریک نہ چلائیں اور چائے اور بسکٹ پیش کئے اور حضرت کا بڑا اکرام کیا اور کہا کہ حضرت اگر یہ تحریک نہ چلے تو؟ حضرت یکدم کھڑے ہو گئے کہا اعظم ایک چائے کی پیالی پر احمد علی کو خریدنا چاہتا ہے میں لعنت بھیجتا ہوں تجھ پر بھی اور تیری حکومت پر بھی۔یہ اتنے زوردار کیوں تھے ان کا ہاتھ ایسے نہیں تھے بلکہ ایسا تھا مٹھی بند تھی کھلی ہوتی ،تو یہ تمہیں احسن العلوم نظر نہ آتا اور کراچی سے پشاور تک ایسے مدارس آپ کو نظر نہیں آتے کہ مٹھی کو بند رکھا کھولا نہیں اس بند مٹھی کی وجہ سے یہ فیض چل رہا ہے جس دن یہ مٹھی کھل گئی حکام کی طرف ہر شے برباد ہو جائے گی۔تمہیں اللہ تعالیٰ نے عالی نسبتیں عطا فرمائی ہیں اس نسبت کی قدر کرو۔

ہم انسان ہیں خطا تو ہر ایک سے ہوتی ہے امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کوڑے کھائے لیکن منصور کے منصب کو قبول نہیں کیا جیل میں انتقال ہوا، ہاں منصب قبول کرنا ہو دین کی مصلحت کی خاطر تو اس میں اللہ کی تائید شامل ہے ابو یوسف رحمہ اللہ نے منصب قبول کیا دیکھیں ہاتھ پھیلا کر نہیں مانگ کر نہیں اپنے

علم کے زور پر، ہارون رشید نے ایک دفعہ اپنی بیگم سے کہا تو نے آج رات میرے ملک میں گزاری تو تمہیں تین طلاق اور پھر تھوڑی دیر کے بعد جب اس کا غصہ اتر گیا تو کہا اوہو مر گیا اب کیا کروں؟ حکومت اس کی کراچی پر تھی ملتان آگے دیپال پور تک اور کشمیر تک تھی تو کوئی ہوائی جہاز تو ہے نہیں کہ اس پر بٹھا کر دہلی پہنچا دے تو اس نے علماء اکٹھے کئے اور کہا کہ بھئی کوئی طریقہ ہے طلاق سے بچنے کا سب نے کہا ایک طریقہ ہے کہ ملک سے نکال دیا جائے پھر نہیں پڑے گی اگر رات آگئی تو طلاق پڑ جائے گی کہنے لگا ملک سے کہاں سے نکالوں کہنے لگا کوئی امام ابوحنیفہ کے تلامذہ میں سے ہے کہا ایک ہے یعقوب یعنی امام ابو یوسف یہ نسبت تو اللہ تعالیٰ نے بعد میں عطا فرمائی دھوبی کے بیٹے غریب عورت کے بیٹے وہ جاتے تھے کام کرنے تو ادھر بیٹھ جاتے تھے تو ایک دن وہ بڑھیا آگئی کہنے لگی آپ تو مالدار ہیں کیوں میرے بیٹے کو خراب کرتا ہے ابوحنیفہ سے کہنے لگی تیری تو روٹی چلتی ہے مال سے میرے بیٹے کو کیوں خراب کرتا ہے کہنے لگا میں تو دیکھ رہا ہوں بادشاہ کے دسترخواں پر فیروزے کے ڈونگے میں کیشتے کے تیل میں بنا ہوا فالودہ کھا رہا ہے تو بڑھیا کہنے لگی'' شیخ حرفت ''بوڑھا ہو گیا عقل خراب ہو گئی کہنے لگی کوئی عقل کا فتور لگتا ہے غریب آدمی کو روٹی نصیب نہیں یہ کیا کہہ رہا ہے؟ تو انہوں نے کہا ایک ہے ابو یوسف کہا اس کو بلاؤ چند دن پہلے ابو یوسف رحمہ اللہ کے گلی سے پہلے ایک یہودی کا گھر تھا اس نے اپنے گھر کی دیوار آگے کر لی تجاوزات ناجائز تجاوزات ،تو ابو یوسف نے فرمایا کہ غریبوں کی گلی تنگ نہ کر تو آگے سے مذاقا کہنے لگا جب تو آئے گا نا پالکی پہ چڑھ کے تو کھلی کر دوں گا یہ مسئلہ پیش آیا اسے بلایا پوچھا کیوں جی کوئی راستہ ہے؟ بغیر سوچے کہنے لگا ہاں! کہا کیا؟ کہا رات مسجد میں گزارے طلاق نہیں پڑے گی تو سارے حیران ہو کر دیکھنے لگی کہ بھئی کیسے نہیں پڑے گی تو فوراً قرآن کی آیت پڑھی'' وان المساجد للہ ''مسجد میں ہارون کی کوئی حکومت نہیں یہ اللہ کے گھر ہیں'' بیوتی فی الارض المساجد '' حدیث قدسی'' عمارها زبارها فطوبیٰ لمن تطهر فی بیته ثم زارنی فحق علی المزور ان یکرم ......'' مسجدیں میرے گھر ہیں دنیا میں مسجدیں میرے گھر ہیں تو۔ ہارون رشید نے اسی وقت ایک لاکھ درہم عطا کئے اور اسی وقت حکم نامہ جاری کیا کہ عباسی سلطنت کے امام ابو یوسف کو چیف

جسٹس بنایا جائے اور جب وہ اٹھنے لگے کہا ٹھہرو ٹھہرو پالکی لے آؤ اور پالکی میں بٹھاؤ جب وہ گلی کے کنارے پہنچے تو وہ غلاموں سے کہنے لگے ٹھہر جاؤ کہا اس یہودی کو بلاؤ یہودی آ گیا کہنے لگا کہ دیکھو میں پالکی میں آ گیا ہوں اب گلی کھلی کر دو اس کو پتہ چل گیا کہ چیف جسٹس بن گئے اس نے اگلے دن ہی گلی کھول دی۔

دوسری چیز یہ ہے کہ علم کا یہ سفر محض اللہ کی رضا کے ساتھ طے ہوتا ہے اس کے ساتھ کسی اور چیز کو شامل نہیں کیا جا سکتا " اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ " (سورۂ زمر) " وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ " (سورۂ بینۃ) اور اس کی مثال اللہ نے قرآن میں دی ہے مادی مثال جو قرآن میں دی ہے وہ دودھ کی دی ہے

"وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ" (سورہ نحل آیت ۶۶)

بڑا خوبصورت سمجھانے کا انداز ہے " اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ " " وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ " تو اخلاص کی مثال ڈھونڈو تو ہمیں دودھ ملتا ہے قرآن میں، دودھ میں اللہ تعالیٰ نے کیا بات فرمائی ہے دودھ کے ساتھ دو گندے مادے ہیں ایک خون ہے ایک گوبر ہے میں کیا کرتا ہوں گوبر اور خون کے بیچوں بیچ تمہیں خالص دودھ پلاتا ہوں یعنی نہ اس میں گوبر شامل ہوتا ہے نہ اس میں خون شامل ہوتا ہے اگر ایک ذرہ اس میں گوبر آ جائے تو دودھ کی بالٹی انڈیل دی جاتی ہے ایک قطرہ خون آ جائے تو دودھ کی بالٹی انڈیل دی جاتی ہے، یہی میرا اللہ کہتا ہے کہ ایک ذرہ ریا آئے گی تو سارا عمل پھینک دیا جائے گا۔ تو دو کثافتیں دودھ کے ساتھ اور دو کثافتیں دین کے ساتھ دودھ بھی حسی چیز ہے اس کی کثافتیں بھی حسی چیزیں ہیں دودھ نظر آنے والی چیز ہے تو اس کی کثافت خون بھی نظر آتا ہے اور گوبر بھی نظر آتا ان دونوں میں سے اللہ تعالیٰ نے دودھ کو خالص کر کے آپ کے ہونٹوں تک پہنچایا ہے اللہ تعالیٰ بھی ہم سے دین کے لئے اخلاص مانگ رہا ہے۔ (جاری ہے)

(بیان کا اگلا حصہ ان شاء اللہ آئندہ شمارہ میں پیش کیا جائے گا)

۱۵ ربیع الثانی ، ۹ مارچ بروز جمعۃ المبارک

حضرت الشیخ کی معیت میں ایک اور عمرہ کی سعادت

بعد نمازِ جمعہ ایک عظیم الشان قافلہ ہر سال کی طرح ایک بار پھر حرمین شریفین کے لئے رختِ سفر باندھ کر تیار تھا۔ جمعۃ المبارک کی نماز اور سوال جواب کی نشست سے فراغت کے بعد ۴ بجے کے قریب ہم سب ائیر پورٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں جناح ٹرمینل کے ذمہ دار جناب کلیم صاحب اور ضیاء بھائی اپنے دیگر عملہ کے ہمراہ حضرت الشیخ کے استقبال میں کھڑے تھے جنہوں نے مکمل پروٹوکول کے ساتھ تمام مراحل سے بآسانی ہمیں ہوائی جہاز تک پہنچایا۔ اس بار حضرت الشیخ مدظلہ نے سفر میں تھوڑی سی تبدیلی فرمائی اور وہ یہ کہ اس بار کراچی سے ہمارا سفر جناب نبی کریم ﷺ کے مقدس و مبارک شہر مدینہ منورہ کی جانب تھا۔ قافلہ میں حضرت الشیخ کے اہل خانہ، منصور بھائی کے اہل خانہ کے علاوہ حضرت مولانا قاری مفتاح اللہ صاحب مدظلہ، صاحبزادہ حافظ محمد انور شاہ سلمہ، جہانزیب قریشی، اسجد طارق، جنید حسن، حافظ عبد الغفار اور یہ عاجز راقم بھی شامل تھا، تین یا چار روز بعد سلیم موتی والا نے بھی مدینہ منورہ پہنچ کر اس قافلہ میں شمولیت اختیار کر لی، جناب عمر فاروق صاحب بھی اہل خانہ کے ساتھ اس قافلہ میں شامل ہوئے۔

مدینہ منورہ آمد

تقریباً دو بجے کے قریب رات کو مدینہ منورہ کے پُر کیف اور پُر نور مناظر میں ہم داخل ہوئے ایسے موقع پر مجھے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا شعر یاد آیا

حدودِ کوچۂ محبوب ہے وہیں سے شروع
جہاں سے پڑنے لگیں پاؤں ڈگمگائے ہوئے

میرے بیٹے کی طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے میں ذہنی طور پر دورانِ سفر اور اس سے پہلے بھی کچھ پریشان رہا اس لئے کوئی خاطر خواہ نعت دربارِ عالیہ میں نہ کہہ سکا لیکن دو اشعار جو اسی وقت موزون ہوئے وہ پیشِ خدمت ہیں،

پُر کیف مدینہ ہے پُر نور مدینہ ہے
جلووں سے محمد (ﷺ) کے بھر پور مدینہ ہے
پُرنم ہیں میری آنکھیں دل بھی تڑپ رہا ہے
بول اٹھی زباں میری کب دور مدینہ ہے

توفیق رفیق حاصل رہی تو ان شاء اللہ نعت مکمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ مدینہ منورہ کے ائیرپورٹ سے لیکر ہوٹل تک ہمارا سفر بس میں ہوا، راستے میں حضرت الشیخ مدظلہ نے اپنے مختصر بیان میں مدینہ منورہ کے خصوصی آداب بیان فرمانے کے بعد فرمایا کہ اپنا وقت زیادہ سے زیادہ ذکر واذکار میں صَرف کریں اور جو اذکار ارشاد فرمائے وہ کچھ اس طرح تھے،

(۱) ۳بار استغفار (ہوسکے تو سید الاستغفار)
(۲) ۳بار آیتِ کریمہ ''لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ''(انبیاء۸۷)
(۳) ۳بار درود شریف (بہتر ہے کہ درودِ ابراہیمی ہی پڑھا جائے)
(۴) ۳بار''فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ''(یوسف۶۴)
(۵) ۳بار سبحان الله و بحمده سبحان الله العظيم

مزید فرمایا کہ مدینہ منورہ کی عبادات میں سے ایک بڑی عبادت یہ ہے کہ جنابِ نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں جتنا زیادہ ہوسکے اتنا درود شریف پڑھا جائے۔

بہرحال ہم فندق ایلاف (Elaf) پہنچے جو کہ مسجدِ نبوی کے بالکل سامنے ہے، ہوٹل کے بالکل سامنے مسجدِ نبوی دیکھ کر مجھے اپنا ہی کہا ہوا ایک شعر یاد آ گیا جو کچھ اس طرح ہے

ہے مدینہ کی فضاء مسحور کن ، پُر کیف بھی
سامنے بالکل حرم کے ہے ہمارا آشیاں

مدینہ منورہ آمد کے بعد پہلی نماز، نمازِ فجر میں نے مسجدِ نبوی کے صحن میں ادا کی، مسجدِ نبوی کے آئمہ

کرام کی قرأت میں ایک عجیب سوز وگداز تھا اور ان پر ہر دم رقت طاری رہتی تھی۔ مدینہ منورہ کا موسم بہترین اور ٹھنڈا تھا، صبح اور شام کے وقت سردی کی سی کیفیت ہوتی تھی اور ہمارے مکہ مکرمہ روانہ ہونے سے قبل تو موسم نے ایسی کروٹ لی کہ بیان سے باہر ہے، سردی اس حد تک بڑھ گئی ہر طرف مسجدِ نبوی اور بازاروں میں موٹی موٹی جیکٹیں اور کمبل میں لپٹے ہوئے لوگ نظر آتے تھے۔

اس بار حضرت الشیخ مدظلہ العالی نے تمام اہل قافلہ کو دو باتوں کی خصوصی طور پر ہدایت فرمائی تھی کہ

'' تمام حضرات ان دو باتوں کا اہتمام ضرور کریں تاکہ یہ سفر اور اس میں کی جانے والی تمام عبادات مراد کو پہنچیں، پہلی بات یہ کہ کسی بھی شخص کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہونی چاہئے تمام احباب اس بات کا خاص خیال رکھیں تمام نمازیں حرم میں اور تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کریں اور دوسری بات یہ کہ تہجد کی نماز روزانہ ۱۲ رکعات تمام احباب اہتمام کے ساتھ ادا کریں کیونکہ یہاں تہجد کی نماز کا درجہ کچھ اور ہی ہے اور وہ اس لئے کہ یہاں تہجد کی اذان بھی ہوتی ہے یہ حرمین شریفین کا خصوصی شرف اور خصوصیت ہے کہ تہجد کے لئے بھی لوگوں کو بیدار رکھنے کے لئے یہاں اذان دی جاتی ہے۔ بہت ہی زیادہ بدبختی کی بات ہے کہ آدمی اس سرزمین پر آکر بھی تہجد کا اہتمام نہ کرے ''۔

مدینہ منورہ میں بے شمار افراد ایسے ہیں جو کہ حضرت الشیخ مدظلہ کی آمد کے منتظر رہتے ہیں اس لئے وقتاً فوقتاً مہمانوں کی آمد کا سلسلہ بھی جاری رہا کوئی وقت اور کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرا کہ حضرت الشیخ کا کمرہ مہمانوں سے خالی رہا ہو اور جو بھی آتا اپنے ساتھ ہدایا لیکر آتا اور ہر وقت ضیافت کا منظر رہتا، بہت سارے حضرات ایسے بھی تھے جنہیں حضرت الشیخ کے عمرے کے سفر کی اطلاع ملی اور انہوں نے بھی اپنے اپنے ملکوں سے رختِ سفر باندھا کسی نے مدینہ منورہ میں اور کسی نے مکہ مکرمہ میں حضرت الشیخ سے ملاقات کی، یہ منظر دیکھ کر مجھے ایک شاعر کا بڑا انمول شعر یاد آتا رہا

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر
ہمسفر ملتے رہے اور کارواں بنتا گیا

جمعہ کے روز فجر کی نماز میں مسجدِ نبوی کے امام صاحب نے سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر کی تلاوت بڑی آب وتاب کے ساتھ کی جس پر حضرت الشیخ نے بہت خوشی ظاہر فرمائی اور بہت محظوظ ہوئے کیونکہ حضرت الشیخ اس بات کا سب سے زیادہ اہتمام فرماتے ہیں اور جامع مسجد احسن میں حافظ محمد انور شاہ سلمہ باقاعدگی سے جمعہ کی فجر میں ان سورتوں کا اہتمام کرتے ہیں کیونکہ اصل سنت سے یہی ثابت ہے۔

مدینہ منورہ میں حضرت مولانا فداء الرحمٰن صاحب درخواستی مدظلہ العالی بھی موجود تھے ان سے بھی اکثر ملاقات رہی اور ایک روز حضرت الشیخ نے ان کے اعزاز میں عشائیہ کا انتظام بھی فرمایا۔

مسجدِ نبوی ہی میں جامعہ احسن العلوم کے قدیم فاضل مولانا لیاقت علی صاحب نقشبندی مدظلہ نے بھی حضرت الشیخ سے ملاقات کی۔

بہر حال کوئی قریب ۹ دن مدینہ منورہ میں گزارنے کے بعد ہم بدھ کے روز نمازِ ظہر سے فارغ ہوکر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ قافلہ کے تمام افراد نے مدینہ منورہ ہی سے احرام باندھے، راستے ایک جگہ رک کر عصر کی نماز ادا کی اور مکہ مکرمہ سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک مسجد میں مغرب کی نماز ادا کی جس کی امامت حافظ محمد انور شاہ سلمہ نے کروائی۔

مکہ مکرمہ آمد

کہتے ہیں کہ کعبہ پر جب پہلی نظر پڑے تو جو دعا بھی مانگی جائے قبول ہوتی ہے لیکن اِدھر کیفیت کچھ اس طرح تھی کہ

جس وقت دعا کو ہاتھ اٹھے یاد آیا نہ جو کچھ سوچا تھا
اظہارِ عقیدت کی دُھن میں اظہارِ تمنا بھول گیا

ہوٹل زمزم ٹاور پہنچنے کے بعد اپنے اپنے کمروں میں دم بخود ہوئے اور عمرہ کی تیاری کی، خواتین

نے علیحدہ رات ہی میں عمرہ مکمل کیا جب کہ دیگر حضرات نے فجر کی نماز کے بعد عمرہ مکمل کیا۔

حضرت الشیخ اور تمام افراد عمرہ کی ادائیگی سے فارغ ہوئے اور سب نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ مکہ مکرمہ کا موسم معتدل تھا اور ویسے بھی وہاں عبادت کے جوش میں موسم کا ہوش کسے رہتا ہے۔

مکہ مکرمہ میں بھی احباب کا ہجوم لگا رہا جو حضرت الشیخ مدظلہ العالی سے ملاقات کے لئے آتے رہے، ہندوستان سے ایک صاحب تشریف لائے اور کہنے لگے کہ جب آپ نے اعلان فرمایا کہ عمرے کا سفر قریب ہے تو ہم نے انٹرنیٹ پر سنا اور سوچا کہ بہت اچھا موقع ہے کہ آپ سے ملاقات ہو جائے اور ہم نے بھی عمرہ کا ارادہ کرلیا۔ وہ صاحب انٹرنیٹ کے ذریعہ حضرت الشیخ کی تقریریں سن کر حضرت کے گرویدہ ہوئے تھے اور بار بار اپنی گفتگو میں درس اور تفسیر کے حوالے دیتے رہے اور بہت خوشی ظاہر کی کہ اس پُر آشوب دور میں آپ کی یہ کوشش قابلِ ستائش ہے۔

مکہ مکرمہ میں فجر کی نماز دکتور صالح بن حمید روز پڑھاتے رہے جس کی وجہ سے نمازوں میں بہت بشاشت رہی۔ حضرت صاحب مدظلہ نے جمعہ کی نماز بھی بڑی شان سے پڑھائی اور ان کے خطبہ پر حضرت الشیخ بہت محظوظ ہوئے اور فرماتے ہیں کہ بہت علمی اور تحقیقی خطبہ ارشاد فرمایا ہے اور حافظ محمد انور شاہ سے فرمایا کہ کسی بھی طرح اس خطبہ کی کاپی حاصل کریں۔

مکہ مکرمہ کی ایک اور محترم اور مؤثر شخصیت جن کا ذکر کئے بغیر شاید مضمون مکمل نہ ہو وہ دیوبندیوں کی آن وبان، احناف کی ناموس حضرت مولانا مکی حجازی صاحب دامت برکاتہم کی ہے جن کا درس حرم شریف میں اردو اور عربی زبان میں مشہور ہے۔ یہ اردو زبان کی بہت بڑی قبولیت کی نشانی ہے کہ حرم شریف میں عربی کے علاوہ صرف ایک زبان ہے جس کا درس عرصہ دراز سے ہورہا ہے۔

دوسرے حضرت مولانا عبد القیوم صاحب گلگت والے جو عرصہ دراز سے مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں اور بڑے ائمہ حرمین سے ان کے اچھے تعلقات ہیں بھی حضرت الشیخ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔

اس بار حضرت الشیخ نے ۵ عمرہ کئے جن میں مدینہ منورہ، جعرانہ، تنعیم (مسجدِ عائشہ) سے دو بار اور

طائف شامل ہیں، آخری عمرہ حضرت الشیخ نے طائف سے کیا اور اس عمرہ پر حضرت الشیخ اور دیگر احباب نے خاص نیت شہر کراچی اور ملک میں امن کے لئے کی۔

دیگر احباب جو مکہ مکرمہ میں حضرت الشیخ سے ملاقات کے لئے آتے رہے ان میں آصف بھائی جو کہ مکہ مکرمہ میں ہی مقیم ہیں اور ہر وقت حضرت الشیخ کی خدمت میں کمر بستہ رہتے ہیں۔ عبداللہ بھائی جو کہ جدہ میں ہوتے ہیں اور کافی مدت تک یہاں گلشن اقبال میں حضرت الشیخ کے درسیات میں شریک رہے ہیں ان کے والد محترم بھی جامعہ کے خصوصی احباب میں شامل ہیں۔ حضرت مولانا قاری اللہ داد صاحب بھی مکہ مکرمہ میں موجود تھے اور اکثر اوقات حضرت الشیخ کے ہمراہ شریک مجلس رہے۔

حضرت الشیخ کے قدیم معتقدین میں سے جناب عتیق بھائی (رحمہ اللہ) گلگت والے بھی تھے جو کہ چند سال قبل ایک حادثے میں وصال فرما گئے ان کے دو صاحبزادے مکہ مکرمہ میں موجود ہیں، وہ حضرت الشیخ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور انہی کے ہمراہ حضرت الشیخ نے طائف کا سفر بھی کیا اور طائف میں موجود حضرت الشیخ کے ایک اور معتقد جناب افتخار صاحب نے میزبانی کے فرائض انجام دئے۔

۵ جمادی الاولیٰ، ۲۹ مارچ بروز جمعرات

حرمین شریفین کے مقدس سفر سے حضرت الشیخ مدظلہ مع احباب و قافلہ کے وطن واپس پہنچے، جامعہ میں دیگر احباب اور موجود طلبہ نے پُر تپاک استقبال کیا۔

۱۴ جمادی الاولیٰ، ۷ اپریل بروز ہفتہ

حضرت الشیخ مدظلہ کی لودھراں (صوبہ پنجاب) ایک مدرسہ کے افتتاح کے لئے روانگی۔ حضرت الشیخ مدظلہ کے رفیق سفر مولانا پروفیسر مزمل حسن صاحب کی زبانی وہاں کے احوال معلوم ہوئے جو پیش خدمت ہیں،

حضرت الشیخ مع احباب جن میں پروفیسر مزمل حسن، مولانا منصور الرحمٰن، مولانا اسجد طارق، اور جناب جنید حسن کے علاوہ حافظ عبدالغفار صاحب بھی موجود تھے لودھراں کے سفر پر روانہ ہوئے۔ یہ سفر

گاڑیوں کے ذریعہ طے کیا گیا، راستے میں اولاً تو حضرت الشیخ اپنے قدیم دوست اور محبوب مولانا عبداللہ صاحب مرحوم و مغفور کے مدرسے میں رکے اور مختصر قیام کیا جو کہ برلب سڑک مٹھیاری میں واقع ہے۔ اس کے بعد رات کے وقت قیام سکھر میں ہوا۔ بعد ازاں رحیم یار خان میں حضرت الشیخ کے پرانے تعلق دار جناب اعظم صاحب موجود تھے جن کی کئی ایکڑ زمین وہاں موجود ہے اور وہیں انہوں نے بالکل نیا ریسٹ ہاؤس بنوایا ہے جو انہوں نے حضرت الشیخ کی آمد پر کھلوایا اور بہت خوشی ظاہر فرمائی اور حضرت الشیخ اور دیگر احباب کا بہت اکرام کیا اس موقع پر حضرت مولانا عطاالمنعم بانی جامعہ حمیراللبنات رحیم یار خان بھی حضرت الشیخ کے استقبال کے لئے وہاں موجود تھے۔ اس کے بعد اصل مقام کی جانب روانگی ہوئی جہاں لودھراں میں حضرت الشیخ حضرت مولانا نذیر احمد رحمانی صاحب مدظلہ کے مدرسہ جامعہ دارالعلوم سراجیہ لودھراں کے افتتاح کے لئے پہنچے۔ عالیشان استقبال کے بعد اور ابتدائی سپاس نامہ اور مختلف خطباء کی تقاریر کے بعد حضرت الشیخ مدظلہ نے خطاب فرمایا۔

خطبہ مسنونہ کے بعد ارشاد فرمایا

اپنے دامن میں جگہ دے کہ بڑھا دی عزت ورنہ انصاف سے پوچھو تو کفِ خاک ہوں میں
کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل نسیم صبح تیری مہربانی

مزید فرمایا کہ

میں اب کہیں آنے جانے سے قاصر ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دورۂ حدیث میں تقریباً ۳۰۰ کے قریب طلبہ ہیں اور میرے ذمہ ان کی بخاری اور ترمذی ہے، پھر جمعۃ المبارک میں بھی ایک بہت بڑا ہجوم عید کی طرح موجود ہوتا ہے اس لئے میں حرمین شریفین کے علاوہ کہیں سفر نہیں کرتا لیکن حضرت مولانا رحمانی صاحب کے فون حرمین شریفین میں آتے رہے، یہ حضرت کی محبت اور شفقت ہے ورنہ ہم اس کے کہاں قابل ہیں اس لئے انکار کی کوئی وجہ باقی نہ رہی۔

مقررین کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ

مجھ سے پہلے بڑے طوفانی قسم کے خطباء نے اپنی تقریر کے جادو جگائے ہیں اب ان کے بعد میری بات کون سنے گا

کون سنتا ہے کہانی میری   اور پھر وہ بھی زبانی میری

حضرت الشیخ نے ابتداء میں ہونے والی ایک تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا،

ہمیں اپنی ہر ہر چیز کا حساب دینا ہے، حساب بھی شریعت کے میزان کے مطابق، ہمارا ہر ہر لفظ میزان میں تولا جائے گا اس لئے ہمیں ہر کلام میں احتیاط کرنا ضروری ہے ۔ جھوٹی اور من گھڑت احادیث کو مناقب میں بیان کرنا نامناسب بات ہے محدثین نے منع فرمایا ہے یہ تو بدعتی کا کام ہے کیونکہ اس کو اس کے کسی کام کا کوئی ثواب نہیں ملتا اس کی مثال

ہاتھ اٹھائے ہیں مگر لب پر دعا کوئی نہیں

کی عبادت بھی تو وہ جس کی جزا کوئی نہیں

جو چیز بھی خلافِ شریعت ہوگی اس کا کوئی ثواب نہیں ہوگا اس لئے ہمیں اپنی زبانوں پر کنٹرول رکھنا بہت ضروری ہے صرف الفاظ کی لڑیاں ملا کر تقریر کو خوبصورت بنانا علم نہیں جہل کی علامت ہے اس سے پرہیز ضروری ہے ۔ ہر مقرر کو اس میں احتیاط کرنی چاہئے ،حدیث بیان کرنا ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اور آپ ایک ایسی بات کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کرتے ہیں جس کا کوئی سر و پیر ہی نہیں ، یہ بہت نامناسب بات ہے ۔

فقہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا

فقہ دین کا نچوڑ ہے طلبہ کو چاہئے کہ اس کو زندگی کا ساز و سامان بنائیں ، حضرت عبداللہ بن عباس نے جب دن کے معمولات ضبط کر لئے تورات کے اعمال کے لئے ام المؤمنین حضرت میمونہ کے گھر ٹھہرے ، حضرت ﷺ جب رات کو اٹھے تو پانی عبداللہ بن عباس نے وضو کے لئے پیش کیا اس پر آنحضرت ﷺ نے انہیں یہ دعا دی کہ " اللھم فقھہ فی الدین "۔ مفسرین

فرماتے ہیں کہ تزکیہ تو فقہ کے ذریعہ ہوتا ہے جب تک انسان میں حلال و حرام کی تمیز نہ ہو تو تزکیہ کا کیا فائدہ ۔

آخر میں دینی مدارس کی اہمیت اور افادیت کے بارے میں فرمایا کہ

یہ مدارس دین اسلام کے قلعہ ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ ہر جگہ توحید و سنت کے چشمے جاری ہو جائیں لوگ اپنے خالق کو پہچان لیں ،   آخر میں دعا فرمائی

پروفیسر مزمل حسن صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ اسی رات کو ہوٹل کے باغیچے میں جہاں بہت ہی پُر فضا ماحول تھا مدرسے کے اساتذہ طلبہ اور دیگر احباب حضرت الشیخ مدظلہ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوتے رہے اور مختلف مسائل پر حضرت الشیخ کی رائے بھی معلوم کرتے رہے اور سوال و جواب بھی ہوتے رہے جس سے ایک فقہی ماحول پیدا ہوگیا اور سارے احباب بڑے ذوق وشوق سے سوالات کرتے رہے اور حضرت الشیخ بڑی بشاشتِ طبع کے ساتھ ان سب کے جوابات دیتے رہے۔

پیر کی شب حضرت الشیخ واپس جامعہ تشریف لائے۔

۲۰ جمادی الاولیٰ، ۱۲ اپریل بروز جمعرات

شبِ جمعہ کی مجلس کے بعد میرے نانا کے چھوٹے بھائی (میرے چھوٹے نانا) جناب سمیع صدیقی صاحب جو کہ اردو زبان کے مایہ ناز اور صاحبِ دیوان شاعر ہیں اور اکثر اوقات حضرت الشیخ مدظلہ کی خدمت میں موقع کی مناسبت سے اشعار پیش کر کے داد اور تحسین وصول کرتے رہتے ہیں، اس موقع پر بھی حضرت الشیخ مدظلہ کے عمرہ کے سلسلے میں عمرہ کی مبارکبادی بشکل اشعار لکھ کر لائے تھے جو انہوں نے مجلس کے بعد پیش کئے ۔

اشعار سن کر حضرت الشیخ اور تمام اہلیان مجلس بے حد محظوظ ہوئے اور حضرت الشیخ نے بڑے ہدایا اور انعامات سے نوازا، وہ نظم قارئین " الاحسن " کی بشاشتِ طبع کے لئے شامل اشاعت ہے۔

سفرِ ارضِ مقدس

مبارک بادی برائے عمرہ

درخدمتِ عالیہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم

نتیجۂ فکر سمیع صدیقی

مدینہ کے سفر میں روح پرور سعادتیں پانا مبارک ہو
پھر ایمانی حلاوت کا شرف پانا مبارک ہو
''ادب گا ہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا''
جہاں کی سر زمیں پہ سانس لینا بھی عبادت ہے
وہاں جا کر محبت سے قدم رکھنا مبارک ہو
مقامِ محترم جس کو ریاض الجنہ کہتے ہیں
وہا ں جا کر نمازیں آپ کو پڑھنا مبارک ہو
سلامی حاضری حضرت کو اس در کی نصیب آئی
فضاؤں میں وہاں کی ایک ایک لمحہ مبارک ہو
وہ اس ارضِ مقدس پر قدم رکھنا مبارک ہو
وہ بیت اللہ پر پہلی نظر پڑنا مبارک ہو
جہاں کے ایک ایک ذرے سے اعلانِ جلالت ہے
وہاں سجدے ادا کرنا دعا کرنا مبارک ہو

جہاں پر روز و شب رحمت کے بادل ہی برستے ہیں
پھر ایسی بارشوں مین بھیگتے رہنا مبارک ہو
طوافِ منبعِ رحمت ، طوافِ مرکزِ رحمت
نصیب آجانا بوسہ حجرِ اسود کا مبارک ہو
حطیم کعبہ میں جاکر نوافل بھی ادا کرنا
مقامِ ملتزم پر بھی دعا کرنا مبارک ہو
براہیمی مصلے پر نشانِ پائے اقدس پر
یہاں آکر نفل بھی دو رکعت پڑھنا مبارک ہو
پھر آکر چاہِ زمزم پر سعادت آب نوشی کی
مسلسل وہ صفا مروہ کے پھیرے ، بال کٹوانا مبارک ہو
مبارک در مبارک پانچ عمروں کی سعادت بھی
ہوا ۔ طائف سے گویا پانچواں عمرہ مبارک ہو
دعائیں سب خدائے لم یزل مقبول فرما لے
دعاہر ہر مقامِ خاص پر کرنا مبارک ہو
بحمد للہ بخیر و عافیت مسکن پہ آپہنچے
مبارک بادیاں احباب سے لینا مبارک ہو
کبھی اس نا تواں ، بیکس کو بھی اس در پہ لے جائیں
کبھی حضرت کی صحبت میں اسے جانا مبارک ہو